۲۶ / ۸

مقامِ عبرت

مقامِ عبرت ہے کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق و کاوش میں بھی اغیار نہایت کوشش اور جانفشانی سے مصروف ہیں۔ جرمن، فرنچ، اٹالین اور انگلش مستشرقین نے تاریخ قبل از اسلام پر محققانہ کتابیں لکھیں۔ یونانی و رومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پُر ہیں انتخاب و خلاصہ کیا۔ قرآن مجید نے جن اقوام و بلاد کا ذکر کیا ہے ان کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا۔ ان کے کتبات کو حل کیا اور ان سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کئے۔ تاہم وہ مسلمان نہیں یہودی یا عیسائی ہیں۔ انہوں نے نہایت بے دردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت میں استعمال کیا ہے۔ اٹھارھویں صدی کے وسط میں "ریونڈ فارسٹر" نے عرب کا تاریخی جغرافیہ لکھا جس میں اس نے اپنی جہالت کے عجیب و غریب نمونے پیش کئے جن کو پڑھ کر کبھی ہنسی اور کبھی رونا آتا ہے لیکن کیا کیجئے کہ ہماری غفلت سے وہ قرآن کی صداقت تاریخی کا معیار ہے۔ بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کو پیش کرتے وقت افسوس ہے کہ تورات جس کو وہ معیارِ صحت سمجھتے ہیں بھول جاتے ہیں۔

سید سلیمان ندویؒ

تاریخ ارض القرآن ص ۱۲

22.8.80

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

منقبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَۃَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا ۔ (ترمذی)

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں پھوپھی محترمہ کے ساتھ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے حضرت ام المومنین سے دریافت کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون محبوب تھا؟ فرمایا فاطمہ (سب سے زیادہ محبوب تھیں) اس کے بعد حضرت صدیقہ رضؓ سے دریافت کیا گیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا فاطمہ رضؓ کے شوہر (یعنی حضرت علی رضؓ)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی مکرم رحمت دو عالم قائد اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ آپ کی اہلیہ محترمہ تھیں بلکہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت فرمائی تھی۔ اور آپ ابھی چھوٹے بچے تھے جب حضور علیہ السلام نبوّت سے سرفراز فرمائے گئے تو آپ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ خلافت راشدہ میں چوتھے درجہ میں ہیں۔ اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

مندرجہ بالا روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضؓ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھیں۔ آپؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ غزوہ بدر کے ستر قیدیوں میں آپ بھی شامل تھے اس وقت تک حضرت زینب مکہ معظمہ میں تھیں۔ انہوں نے اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیا ہوا ہار اپنے خاوند کی رہائی کے لیے بھیج دیا جسے دیکھ کر حضور علیہ السلام آبدیدہ ہو گئے اور آپؐ کو حضرت خدیجہ رضؓ یاد آ گئیں۔ جنہیں آپؐ اکثر یاد فرماتے اور پوچھنے پر فرماتے کہ اس وقت کو یاد کرو جب مجھے لوگوں نے جھٹلایا خدیجہ رضؓ نے میری تصدیق کی اور ہر طرح میرے کام آئیں (اوکما قال علیہ السلام) اور حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جیسا کہ پچھلے ہفتہ گذرا۔ اور حضرت فاطمہ حضرت علی رضؓ کے حبالہ عقد میں تھیں۔ تین صاحبزادیاں حضور علیہ السلام کی زندگی میں وفات پا گئیں ان کے فضائل بھی منقول ہیں۔ مثلاً حضرت زینب رضؓ کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ میری

(باقی ص۱۳ پر)

جلد ۲۶ ❊ شمارہ ۸
۱۰ر شوال ۱۴۰۰ھ ❊ ۲۲ر اگست ۱۹۸۰ء

اس شمارہ میں

محاسبہ (اداریہ)
اتحاد اور قرآن کی طرف رجوع (خطبہ)
زکوٰۃ اور عشر ——— تجاویز
اسلام میں مصائب برداشت کرنے کا صلہ
شاہ ولی اللہؒ کا معرکہ
تکبر
معارف السنن
منقبت فاروق اعظمؓ
وغیرہ

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مدیر منتظم ❊ ——— میاں محمد اجمل قادری
مدیر ❊ ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/۶۰ روپے ، ششماہی -/۳۰ روپے
اشتراک	سہ ماہی -/۱۵ روپے ، فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ

محاسبہ

رمضان گذر گیا۔ عید آئی اور چلی گئی۔ نامناسب نہیں ہوگا کہ ہم اپنے قارئین سے درخواست کریں اور ان کی وساطت سے تمام مسلمانوں سے کہ آئیں چند لمحات کے لیے الگ تھلگ ہو کر اپنا محاسبہ کریں۔

رمضان ظاہر ہے محض ترک اکل و شرب کا نام نہیں بلکہ اس کے واضح مقاصد ہیں۔ قرآن نے رمضان کے جو مقاصد بیان فرمائے ان میں سے ایک تو تقویٰ ہے دوسرا ہے اللہ کے انعامات کا شکر ادا کرنا اس طرح کہ آدمی جذباتِ تشکر کی تصویر بن جائے اور تیسری بات فرمائی کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ اس نعمتِ خاصہ پر اس کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اظہار کرو۔ اب جبکہ وہ دن بیت گئے ہیں تو ہمیں اپنے آپ کا اس طرح محاسبہ کرنا ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ کل اور آج میں کتنا فرق ہے۔ رمضان سے پہلے ہماری حالت کیا تھی رمضان میں بتدریج کیا تبدیلی آئی اور اب ہم اپنے آپ کو کتنا بدلا ہُوا محسوس کرتے ہیں اگر جھوٹ کی جگہ سچ، بددیانتی کی جگہ دیانت، خود غرضی کی جگہ ایثار، ذاتی مفاد کی جگہ اجتماعی مفاد اور خواہشاتِ نفسانیہ کی جگہ احکاماتِ خداوندی کی تابعداری اور اسوۂ رسولؐ کی اطاعت کا جذبہ غالب آ چکا ہے تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ ؏

"شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم"

لیکن اگر خدانخواستہ معاملہ ایسا نہیں تو پھر ہمیں اپنے آپ پر رحم کھاتے ہوئے توبہ و انابت کی دہلیز پر جھک جانا چاہیے اور اپنے خالق سے توفیقِ خیر طلب کرنی چاہیئے کہ آخر ہم نے اس کے حضور جانا ہے اور وہاں ہمارا حساب ہوگا ——— اس حساب سے پہلے اپنا حساب کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ حاسبوا قبل ان تحاسبوا!

امید ہے کہ دلسوزی سے
کی جانے والی یہ درخواست عوام
و خواص کے یہاں شرفِ قبولیت
حاصل کرے گی اور ہم "احتساب
نفس کرکے اپنی اصلاح کر سکیں گے۔
اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

علمی

مولانا امیر الزمان پر حملہ

آزاد کشمیر کے بہادر اور
متدین عالم دین مولانا امیر الزمان
صاحب پر مسجد میں ایک بے ننگ و
نام مذہبی بہروپیے اور اس کے
گے بندھوں کا حملہ جس میں مولانا
کی آنکھیں بری طرح متاثر ہوئیں
اور آپ کے رفقاء حافظ محمد عبداللہ
وغیرہ شدید زخمی ہوئے نیز قرآن
حکیم کی توہین ہوئی، اس
دور کا اتنا بڑا المیہ ہے کہ
الامان! جس معاشرہ میں مسجد و
قرآن اور اہل علم کا احترام نہ
اور مظلوم یوں بے بسی کا شکار
ہوں وہ معاشرہ زیادہ دنوں
سلامت نہیں رہ سکتا۔

ہم جہاں مولانا اور ان کے
رفقاء کی صحت کلی کے لیے اللہ
کے حضور دست بدعا ہیں وہاں
ان سے درخواست کرتے ہیں
انہیں پکڑو، لگام دو، عبرتناک
سزا دو جو اس بربریت کے ذمہ دار
ہیں —— ورنہ فطرت کی سخت
تعزیریں اس سنگھاسن کو لے
ڈوبیں گی۔

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد

حضرت دین پوری ثانی کی کرامت

چاچڑاں شریف ضلع رحیم یار
خاں کے صاحب دل بزرگ حضرت
خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ
اور حضرت دین پور شریف کے باہمی
تعلق سے ایک زمانہ واقف ہے۔
حضرت چاچڑوی کی سواری دین پور
شریف سے گذرتی تو وہ احترام کی
وجہ سے سواری سے اتر جاتے ——
اس تعلق کی آبیاری حضرات دین پور
شریف نے یوں فرمائی کہ حضرت ثانی
جناب میاں عبدالہادی صاحب رحمہ
اللہ تعالیٰ نے سنہ ۷۲ء میں تین بیگھہ
ذاتی زمین بیچ کر چاچڑاں شریف
میں مسجد کی تعمیر کرائی۔ پھر مسجد
کے ساتھ مدرسہ کا اہتمام ہوا جس
کے ۵ کمرے اور ایک برآمدہ مکمل
ہو چکے ہیں۔ حضرت کے نبیرہ میاں
ریاض احمد صاحب عیدین اور جمعہ
کا خطبہ دیتے ہیں۔ درود شریف
کا حلقہ باقاعدگی سے ہوتا ہے اب
انشاء اللہ ذکر کا حلقہ باقاعدگی سے
ہوا کرے گا۔ اس تعلیمی سال میں
بیرونی طلبہ کا انتظام کر دیا گیا ہے
اور اس رمضان میں وہاں تراویح
بھی ہوئی ہیں۔ میاں ریاض احمد صاحب نے
حضرت اقدس لاہوری قدس سرہ سے
اپنے مخصوص تعلق کے پیش نظر
خدام الدین کی ایجنسی بھی قائم کر
دی ہے۔ اللھم زد و بارک۔

دین پور شریف کالونی مین
روڈ چاچڑاں کی "مدنی مسجد" حضرت
دین پور ثانی کی زندہ کرامت ہے
ہم دعاگو ہیں کہ یہ جگہ علم و ارشاد
کا عظیم الشان مرکز بنے اور یہاں
سے بلا نوشان محبت زیادہ سے زیادہ
فائدہ حاصل کریں۔

گناہوں کی معافی

لاہور بالخصوص امسال جس طرح
بارشوں کا شکار ہے اس کی شدت و
سنگینی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ
سینکڑوں مکان گر گئے دسیوں افراد
لقمۂ اجل ہو گئے۔ کچھ ڈوب کر، کچھ
دیواروں کے نیچے دب کر اور کچھ
بجلی کے کرنٹ سے۔ مرنے والوں
میں مرد، عورتیں، بچے سبھی شامل ہیں
اس کے علاوہ جانوروں اور املاک کی
تباہی الگ ہے اور ابھی سلسلہ بند نہیں
ہوا۔ یہ سب کچھ شامت اعمال ہے
ضرورت ہے کہ اپنے رب کے حضور
گڑگڑا کر معافی مانگی جائے کہ وہی ذات
انسانوں پر رحم فرمانے والی ہے۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : مولانا عبدالرؤف فاروقی

اتحاد اور قرآن کی طرف رجوع

وقت کا اہم تقاضہ ہے

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصًا علیٰ سیّد الرسلِ و خاتم النبیّین : امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :—

اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ ہ وَ یَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْنَ ہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ وَ اِنَّا لَہٗ کٰتِبُوْنَ ہ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ہ

(صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات! گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں مسلمان قوم کے عروج و زوال کے مسئلہ میں بیان ہوا تھا کہ تاریخی شہادت موجود ہے کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن کا احترام کرتے ہوئے اس کے مطابق زندگی گذاری۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں عزت و غلبہ سے نوازا اور تمام طاغوتی طاقتیں ان کے سامنے ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوئیں لیکن جب قرآن کو چھوڑ دیا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد و تائید کا سلسلہ بند ہو گیا جس کے نتیجے میں ہم ذلت سے دوچار ہوئے، اور راہِ ہدایت سے بھٹک کر ہم ظلمتوں، تاریکیوں اور اللہ کی نافرمانی کے راستوں پر چل نکلے جو ہمارے لیے تباہی و ناکامی کا باعث بنے حالانکہ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جو اللہ تعالےٰ نے نسلِ انسانیت کی ہدایت کے لئے نازل کی اور سیّد الکونین علیہ السلام نے خطبہ حجۃ الوداع میں اسے قیامت تک اپنی امّت کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا بشرطیکہ وہ اسے مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ اور زندگی کے ہر موڑ پر اس سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔

مسلمانوں کی تباہی کا دوسرا سبب

حضراتِ مکرم! برِصغیر میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور ان کے خاندان کے دیگر مایہ ناز فرزندوں حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے بعد قرآن حکیم کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کی جو سعادت ہمارے اکابر علماء دیوبند کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کے مقدّر میں نہ تھی۔ چنانچہ تراجم و تفاسیر کے سلسلہ میں ان حضرات کی مساعی مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے، ان ہی میں سے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ کو جب انگریز نے اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کے جرم میں ایک

کُنام جزیرہ مالٹا کی جیل میں پابند سلاسل کر دیا تو ایک طرف آپ کے شاگرد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی خواہش پر رمضان کے دنوں میں روزانہ ایک پارہ قرآن کا حفظ کرتے اور رات کو تراویح میں سناتے کہ قرآن کے ساتھ گہرے تعلق و ربط کی وجہ سے ان کے لیے اس کا حفظ کرنا اللہ تعالیٰ نے آسان فرما دیا۔ تو دوسری طرف حضرت شیخ الہند رح نے تین سال کا زمانۂ اسیری بیکار گذارنے کی بجائے اس عرصہ میں قرآن کا ترجمہ لکھا اور قرآن کے مطالب و معانی اور مفہوم و مقاصد پر مسلسل غور فرمایا۔ جب تین سال کے بعد آپ رہا ہو کر ہندوستان واپس تشریف لے آئے تو انہوں نے ایک تقریر میں فرمایا کہ مجھے جیل کی زندگی میں مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملا۔ میں اس قوم کی تاریخ پر نظر ڈالنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ذلت کے دو اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور دوسرا یہ کہ انتشار و افتراق کا شکار ہو گئے۔

محترم حضرات! حضرت شیخ الہند رح کے اس بیان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے آپ نے اس قوم کے عروج و زوال کے اسباب کا جو خلاصہ، نچوڑ اور تجربہ فرمایا وہ حقیقت و صداقت پر مبنی ہے کہ ہم نے قرآن کے ساتھ صحیح تعلق استوار ہی نہیں کیا اور ذاتی مفاد پرستی پر مذہب و ملت کو قربان کر کے ملتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا تو ہم غیروں کے مقابلے میں ہمت کھو بیٹھے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ـــــ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کہ اللہ کی رسی یعنی قرآن حکیم کو اکٹھے ہو کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی اختیار نہ کرو، لیکن ہم نے قرآن کے اس واضح حکم کو پسِ پشت ڈال کر خدا اور رسول کی نافرمانی بھی کی اور کفر کے مقابلہ میں ناکام بھی ہوئے۔

محترم حضرات! رمضان کے ماہ مبارک میں جس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنا کافی وقت عبادت، ذکر و فکر اور تلاوتِ قرآن میں گذار کر اپنے گذشتہ گناہوں کی تلافی کرنے اور معافی مانگنے کی کوشش کی اسی طرح ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے اور کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنے کے لیے ایک دفعہ پھر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں اور اپنے اسلاف کی طرح متحد و متفق ہو کر قرآن کی طرف رجوع کریں۔ اس سلسلہ میں ہمیں اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی خواہشات، اپنے مفادات اور اپنے تعلقات پر ہر قسم کی قربانی دینا پڑے گی۔ نیز وقت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم پوری جرأتِ ایمانی کے ساتھ اُن افراد، طبقوں اور گروہوں کا بھی محاسبہ کریں جو ہمارے لیے اس راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ــ اختلاف کو ہوا دے کر قوم کو لڑانے اور مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے والے لوگ اس معاشرہ، ملک اور قوم کے ناسور ہیں ان سے قوم کو نجات ملنی چاہیئے اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ ان کا سختی سے محاسبہ کر کے انہیں اپنی روش بدلنے پر مجبور کیا جائے تاکہ قوم کے سر سے یہ عذاب دور ہو اور اسلام پھر تمام دنیا میں پھیلے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اتحاد و اتفاق اور قرآن مجید پر عمل کر کے صحیح مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں تجاویز

مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ کا ایک اجلاس دار العلوم لانڈھی میں منعقد ہوا، جس میں مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق، مولانا محمد جمیل خان اور راقم الحروف، نے شرکت کی۔ اجلاس میں حکومت کے جاری کردہ "زکوٰۃ و عشر کا حکمنامہ" حرفاً حرفاً پڑھا گیا اور اس کے مندرجات پر طویل غور و خوض کیا گیا۔ ذیل میں مجلس کی رائے کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ حکم نامہ کی تمہید میں کہا گیا ہے:

"اور ہرگاہ کہ شریعت اسے مملکت کا ایک فرض قرار دیتی ہے کہ وہ ہر صاحبِ نصاب مسلمان سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرے۔ نیز افراد کو یہ اجازت دیتی ہے کہ اس کا جو حصہ مملکت نے وصول نہ کیا ہو، اسے اسی مقصد کے لیے صرف کر دے۔"

اس میں صرف مملکت کا فرض بتایا گیا ہے۔ افراد کے فرض کی تصریح نہیں کی گئی اس لیے اس فقرہ میں یہ ترمیم ہونی چاہیے "اور ہرگاہ کہ شریعت ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر (بشمول دیگر شرائط) زکوٰۃ فرض قرار دیتی ہے اور حکومت پر یہ ذمہ داری عاید کرتی ہے کہ وہ عشر اور اموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کا انتظام کرے۔" الخ

۲۔ باب اول کی دفعہ ایک، ذیلی دفعہ ۲ میں کہا گیا ہے:

"اس حکمنامہ کا اطلاق مسلمانوں پر ہوگا نیز اس کمپنی یا انجمن پر جو خواہ مشمولہ یا غیر مشمولہ مگر اس کے بیشتر حصص یا اثاثہ جات مسلمانوں کے قبضہ میں ہوں"

اس فقرہ میں کمپنی کو "قانونی فرد" قرار دے کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر اس کے بیشتر حصص مسلمانوں کے ہوں تو وہ کمپنی مسلم تصور کی جائے گی اور اس پر قانونِ زکوٰۃ کا اطلاق ہوگا ورنہ وہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے قانونِ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگی۔ شرعی نقطہ نظر سے اس فقرہ میں حسبِ ذیل سقم پائے جاتے ہیں۔

الف: کمپنی کو "قانونی فرد" قرار دینا ایک قانونی اصطلاح ہے جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں نہ وہ حصہ داروں کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنے کی مجاز ہے۔

ب: جس کمپنی میں بیشتر حصص غیر مسلموں کے ہوں اس کے مسلم حصہ داروں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دینا غلط ہے۔

ج: جس کمپنی میں بیشتر حصص مسلمانوں کے ہوں اس کے غیر مسلم حصہ داروں پر قانونِ زکوٰۃ کا اطلاق غلط ہے۔

د: کمپنی کے تمام مسلم حصہ داروں کا فرداً فرداً صاحبِ نصاب ہونا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شرط ہے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک کمپنی کا مشترک قابلِ زکوٰۃ اثاثہ نصاب کی حد کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر ہماری تجویز یہ ہے کہ اس فقرہ میں ترمیم کی جائے بیشتر حصہ داروں کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کی تفریق ختم کر کے یہ قرار دیا جائے کہ کمپنی کے مسلم حصہ داروں سے بشرطیکہ ان کے حصص بقدر نصاب ہوں، زکوٰۃ وصول کی جائے۔

۳: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وجوبِ زکوٰۃ کے لیے صاحبِ نصاب کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے جبکہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک نابالغ اور فاتر العقل کے مال پر بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ اس حکمنامے میں غالباً یہی مسلک اختیار کیا گیا ہے۔ اگر مصالح کا تقاضا یہی ہے تو اس کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے تاہم بہتر ہوتا کہ اس حکمنامے میں اس کی تصریح کر دی جاتی تاکہ عام مسلمانوں کو الجھن نہ ہوتی۔

۴۔ اموالِ ظاہرہ و اموالِ باطنہ

باب اول دفعہ ۲ کی ذیلی شق "ب" میں

اموالِ باطنہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

"اموالِ باطنہ سے مُراد وہ اثاثے ہوں گے جو کوئی شخص عام طور پر منظر عام پر نہ رکھتا ہو بلکہ نجی حفاظت میں رکھتا ہو۔ اس میں سونا چاندی اور دوسری قیمتی دھاتیں اور پتھر اور ان سے تیارشدہ مصنوعات ایسی نقد رقوم جنہیں بنک یا کسی اور مالی ادارے میں جمع نہ رکھا گیا۔ اور انعامی بانڈز شامل ہیں ——"

اور فقرہ "ج" میں اموال ظاہرہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

"اموال ظاہرہ سے مُراد ایسے اثاثے ہوں گے جو مذکورہ شیڈول میں درج اموالِ باطنہ میں مذکور نہ ہوں"

یہاں تین چیزوں پر تنبیہ ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ:— ہم مذاہب اربعہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اموال ظاہرہ یا اموال باطنہ کی یہ تعریف ائمہ اربعہ کی متفق علیہ تعریف کے خلاف ہے حضراتِ فقہاء نے "اموال ظاہرہ" میں تین چیزوں کو شمار کیا ہے۔

(۱) وہ مویشی جو نسل کشی کے لیے پالے جاتے ہوں اور جنگل میں چرتے ہوں۔

(۲) مال تجارت جو شہر سے باہر لیجایا جائے۔

(۳) کھیتوں اور باغات کی پیداوار

ان تین چیزوں کے علاوہ باقی تمام اموال کو اموالِ باطنہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ہم اس بات پر زور نہیں دیتے کہ حکومت اموالِ تجارت، کارخانوں، فیکٹریوں اور کمپنیوں کے قابل زکوٰۃ اموال اور بنکوں میں جمع شدہ رقوم کی زکوٰۃ وصول نہ کرے کیونکہ ہمارے معاشرہ میں عام طور سے ان اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا رواج نہیں ہے اور فقہائے اُمّت نے تصریح کی ہے کہ اگر لوگ اموال باطنہ کی زکوٰۃ ادا نہ کریں تو حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان سے وصول کرے اس لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ اموال ظاہرہ و اموال باطنہ کی متفقہ تعریف کو تبدیل نہ کیا جائے کیونکہ اس سے فقہی اصطلاحات میں تحریف کا راستہ کھل جائے گا البتہ یہ قرار دیا جائے کہ:۔

"حکومت عام اموال تجارت، کارخانوں اور کمپنیوں کے (قابلِ زکوٰۃ) اثاثہ جات اور بنکوں میں جمع شدہ رقوم کی زکوٰۃ بھی وصول کرے گی۔ الّا یہ کہ کوئی شخص یہ ثبوت فراہم کردے کہ اس نے بطور خود ان چیزوں کی زکوٰۃ ادا کردی ہے"

اس ترمیم کے بعد اموال ظاہرہ و باطنہ کی مسلمہ تعریف میں ردّوبدل اور فسخ و ترمیم کی ضرورت بھی نہیں ہوگی اور حکومت کا مقصد (کہ مسلمان اپنے تمام اموال پر زکوٰۃ ادا کریں) بھی بآسانی پُورا ہوجائیگا۔

دوم یہ کہ ایک طرف تو اس حکمنامہ میں حکومت کی ذمہ داری کا دائرہ بڑھانے کے لیے اموال ظاہرہ و باطنہ کی تعریف بدل دی گئی ہے مگر دوسری طرف مویشیوں کی زکوٰۃ کو جس کی تحصیل وتقسیم شرعاً حکومت کے ذمّہ ہے، حکومت کے دائرہ کار سے یکسر خارج کردیا گیا اس میں غالباً یہ مصلحت کارفرما ہے کہ تحصیل زکوٰۃ کے عملہ کو پہاڑوں جنگلوں اور وادیوں میں جانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے۔ یہ صحیح ہے کہ پاکستان میں ایسے مویشیوں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں اور یہ بھی درست ہے کہ حکومت اگر ضرورت محسوس کرے تو اموالِ ظاہرہ کی زکوٰۃ بھی اربابِ اموال کو بطور خود ادا کرنے کی اجازت دے سکتی ہے مگر اس کو ایک قانونی شکل دے دینا غلط ہے اور اس کی اصلاح لازم ہے۔

سوّم یہ کہ اموال زکوٰۃ میں سونا چاندی کے علاوہ قیمتی دھاتوں پتھروں کی مصنوعات اور سمندری چیزوں کو بھی شمار کرلیا گیا ہے، حالانکہ ان چیزوں پر صرف اس صورت میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جبکہ وہ تجارت کے لیے ہوں — اس لیے ان میں "برائے تجارت" کی تصریح لازم ہے۔

۵۔ نصابِ زکوٰۃ

باب اوّل کی دفعہ ۲ کے ذیلی فقرہ (ط) میں کہا گیا ہے۔

"نصاب سے مُراد وہ اثاثے ہوں گے جو زکوٰۃ کے معاملہ میں ۴۸، ۸۷ گرام خالص سونے کی قیمت کے برابر ہوں"

شریعت نے چاندی کا نصاب دو سو درہم (۵۲½ تولے) سونے کا بیس مثقال (۷½ تولے) مقرر کیا ہے اگر کسی کے پاس صرف سونا یا صرف چاندی ہو تو وہ اسی مقررہ مقدار کی صورت میں صاحب نصاب کہلائے گا۔

البتہ اموال تجارت کی قیمت لگاتے وقت سونے کو معیار بنایا جائے یا چاندی کو؟ اس میں فقہاء کی رائے میں قدرے اختلاف نظر آتا ہے اور اس میں زیادہ احتیاط کی بات یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں سے جس کی نصاب کے برابر بھی مالیت ہوجائے زکوٰۃ واجب

اس لیے ہماری تجویز یہ ہے کہ اس بارے میں چاندی کے نصاب، کو معیار بنانا قرین مصلحت ہے اور اگر سونے کے نصاب ہی کو معیار ٹھہرانا ضروری سمجھتی ہے تب بھی ارباب اموال کا فرض ہوگا کہ باقیماندہ زکوٰۃ بطور خود ادا کر دیں۔

یہ حکم صرف اسی صورت میں ہے جب کہ کوئی شخص، کچھ چاندی، کچھ سونے، کچھ نقد روپے کچھ مال تجارت کا مالک ہو۔ ان میں کوئی ایک چیز بھی الگ طور سے بقدرِ نصاب نہ ہو لیکن ان سب کی مجموعی مالیت چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

۶۔ عطیات

باب اوّل دفعہ ۲ کے ذیلی فقرے (ن) میں کہا گیا ہے ـــــ صدقات سے مراد رضاکارانہ عطیات اور چندے ہیں"۔

اور باب دوم دفعہ ۳ کی ذیلی شق (۱) میں زکوٰۃ فنڈ کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"ایک زکوٰۃ فنڈ قائم کیا جائے گا جس کے کھاتے میں زکوٰۃ عشر اور صدقات کی تمام تحصیلات جمع کی جائیں"۔

شرعی اصطلاح میں "صدقات" کا لفظ زکوٰۃ اور عشر کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے رضاکارانہ عطیات اور چندوں کے لیے "عطیات" کی اصطلاح اختیار کرنا مناسب ہے۔

نیز ہماری تجویز یہ ہے کہ عطیات کو "زکوٰۃ فنڈ" کے کھاتے میں نہ ڈالا جائے بلکہ عطیات کا کھاتہ اور اس کے حسابات بالکل الگ رکھے جائیں کیونکہ زکوٰۃ کے مصارف میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوگی اور جہاں زکوٰۃ کا صرف کرنا صحیح نہیں وہاں "عطیات فنڈ" خرچ کیا جا سکے گا۔ مثلاً کسی سید اور ہاشمی کی خدمت زکوٰۃ فنڈ سے نہیں کی جا سکتی۔ زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی نہ فاہی اداروں پر خرچ نہیں کی جا سکتی ان تمام مواقع میں "عطیات فنڈ" سے خرچ کیا جا سکے گا۔

حکومت کے اہلکاروں کو ان دونوں حسابات سے الگ الگ رکھنے اور خرچ کرنے میں تھوڑی سی پریشانی تو ضرور ہوگی مگر شرعاً الگ الگ حساب رکھنا ضروری ہے اور اس کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔

۷۔ مقروض پر زکوٰۃ

باب سوم دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۳) میں کہا گیا ہے :۔

"زکوٰۃ کے طور پر وصول کی جانے والی رقم کا تعین کرتے ہوئے ان اثاثوں کی قیمت سے جن پر زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ قرضہ جات کا حساب منہا کرنے کی گنجائش ہوگی جو ضوابط کے ذریعے متعین کردہ طریقے کے مطابق ہوگی۔

شرط یہ ہے کہ قرضوں کے سلسلہ میں کسی ایسے قرض کی تخفیف کی گنجائش نہیں ہوگی۔ جس کا تعلق ایسے اثاثے سے ہوگا جس پر زکوٰۃ نہ نکلتی ہو"۔

یہ ایک بہت ہی اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس سے اس پیراگراف میں تعرض کیا گیا ہے اس میں معمولی افراط و تفریط بھی سنگین نتائج کی حامل ہو سکتی ہے جہاں تک فقہائے اُمت کے مذاہب کا تعلق ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو سوائے دینِ مؤجل کے باقی تمام دیون (قرضے) منہا کرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے امام شافعیؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک دین اموال باطنہ کی زکوٰۃ سے مانع ہے۔ اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ سے مانع نہیں۔ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ دین مطلق مانع نہیں۔ حکمائے کے مندرجہ بالا پیراگراف میں غالباً اسی کو اختیار کیا گیا ہے ہماری تجویز یہ ہے کہ ایسے قرض کو منہا قرار دینا ضروری ہے جو عام ضروریات زندگی کی بنا پر ہو۔ کسی پیداواری جائیداد مسرفانہ اخراجات یا سامان تعیش خریدنے کی بنا پر نہ ہو۔ البتہ عشر مقروض کی پیداوار پر بھی واجب ہے۔

۸۔ حیوانات اور سمندر کی چیزوں پر زکوٰۃ

باب سوم دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۴) میں کہا گیا ہے :۔

"اموال باطنہ، بینکوں اور دوسرے مالیاتی اداروں میں جمع شدہ حساب جاری، حیوانات، مچھلیاں اور سمندر سے پکڑی یا پیدا کی جانے والی اشیاء پر لازمی طور پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی لیکن شق نمبر (۵) کے تحت وصول کی جا سکے گی"۔

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ جن حیوانات پر زکوٰۃ فرض ہے ان کی وصولی حکومت کی ذمہ داری ہے اس لیے حیوانات کو لازمی وصولی سے مستثنیٰ کرنا غلط ہے۔

اور یہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ دریائی پیداوار پر زکوٰۃ واجب نہیں جب تک

کہ اسے فروخت نہ کردیا جائے فروخت کرنے
کے بعد معروف شرائط کے ساتھ اس کی رقم
پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اس لیے ان تمام چیزوں
کو اس پیراگراف سے حذف کردینا ضروری ہے۔

۹۔ زائد وصول شدہ رقم کی واپسی

باب سوم، دفعہ ۴ کی ذیلی دفعہ (۶) میں کہا
گیا ہے۔ جب کوئی ایسا شخص جس
سے وسائل پر زکوٰۃ وصول کی گئی ہو
یہ ثابت کردے کہ اس سے اس
حکمنامہ کے تحت عاید شدہ زکوٰۃ سے
زیادہ زکوٰۃ وصول کی گئی ہے تو جو
رقم اس نے زائد ادا کی ہوگی واپس
کردی جائے گی۔

اس پیراگراف میں اس حکمنامے کے
تحت عاید شدہ زکوٰۃ کے بجائے "شریعت کی
عاید کردہ زکوٰۃ" کا لفظ ہونا چاہیئے۔

دوسرے اگر کسی شخص سے زائد از زکوٰۃ
رقم وصول کرلی گئی تو زاید رقم کی واپسی حکومت
کا فرض ہے مگر تجربہ ہے کہ جو چیز ایک بار
حکومت کے خزانے میں داخل ہوجاتی ہے
پھر اس کا واپس لینا آسان نہیں رہتا۔

۱۰۔ عشر اور خراجی زمین

حکمنامے کے باب چہارم "عشر" سے
متعلق ہے اور یہ ایک معروف حقیقت ہے
کہ عشر "عشری زمین" کی پیداوار پر واجب
ہوتا ہے لیکن حکمنامے میں عشری اور خراجی
زمین کی کوئی تمیز نہیں کی گئی ہے اور نہ
ان کی تعریف کی گئی ہے۔ اس لیے ہمارے
نزدیک دفعہ ۶ میں مندرجہ ذیل شق کا اضافہ
کیا جانا ضروری ہے۔

"عشر صرف عشری زمین سے وصول کیا
جائے گا۔"

تشریح: مندرجہ ذیل زمینوں کے
علاوہ سب زمینیں عشری تصور کی جائینگی

الف: جو زمینیں غیر مسلم کی ملکیت
میں ہوں۔

ب: ایسی زمینیں جن کا کسی وقت
غیر مسلم کی ملکیت میں رہنا معلوم ہو بشرطیکہ
وہ متروکہ جائیداد نہ ہو۔

۱۱۔ عشر کس شخص پر واجب ہوگا

باب چہارم دفعہ ۶ کے پیراگراف (۱) میں
کہا گیا ہے:

"اس حکمنامہ کی دوسری شرائط کے
سوا ہر مالک زمین، ہبہ دار، پٹہ دار
یا ٹھیکیدار سے اس کے پیداوار کے
حصے پر ۵ فیصد شرح سے عشر
وصول کیا جائیگا۔"

اس میں دو چیزیں اصلاح طلب ہیں
ایک یہ کہ ۵ فیصد کی شرح سے عشر
نہری زمینوں پر وصول کیا جاتا ہے جبکہ
وہ بارانی زمینیں (جن کی سیرابی کنوئیں، ٹیوب
ویل یا نہر کے پانی سے نہ ہوتی ہو) ان پر
دس فیصد شرح سے عشر واجب ہے۔

دوم یہ کہ عشر اس شخص پر واجب
ہوتا ہے جس کے گھر پیداوار جائے۔ چنانچہ
بٹائی کی پیداوار پر مالک اور کسان دونوں
کو اپنے اپنے حصہ کا عشر ادا کرنا ہوگا۔
اگر حکومت کسانوں سے عشر نہیں لینا چاہتی
یا بارانی زمینوں پر بھی صرف پانچ فیصد
کی شرح ہی سے وصول کرنا چاہتی ہے تب
بھی مسئلہ کی وضاحت ضروری ہے تاکہ جن
پر عشر شرعاً واجب ہو اور وہ حکومت کے
قانون سے مستثنیٰ ہو اسے وہ بطور خود ادا
کردیں۔

۱۲۔ عشر کی ادائیگی نقد یا بصورت جنس؟

باب چہارم دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۳) میں
کہا گیا ہے:

"عشر نقد وصول کیا جائے گا جہاں
گندم یا دھان کی شکل میں ہو، وہاں
عشر نقد یا جنس کی صورت میں وصول
کیا جاسکتا ہے۔"

حکمنامے کا یہ فقرہ شریعت اسلام کے
مزاج سے کوئی میل نہیں کھاتا ۔۔۔ جیسے کہ
سب جانتے ہیں شریعت نے ہر چیز کی زکوٰۃ
اس کی جنس سے تجویز فرمائی۔ نقد میں سے نقد،
مویشیوں میں سے مویشی، غلوں اور پھلوں میں
سے پھل ۔ شریعت کے اس قانون کا واضح
طور پر منشا یہ ہے کہ ارباب اموال کو فریضہ
زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے کسی قسم کی الجھن اور
پریشانی لاحق نہ ہو ۔۔۔ گویا شریعت نے زکوٰۃ
اور عشر ادا کرنے والے کی سہولت کو سب سے
مقدم رکھا ہے اس کے برعکس اس حکمنامہ میں
عشر ادا کرنے والوں کے بجائے حکومت کے
عملہ کی سہولت ملحوظ رکھی گئی ہے اور ہمارے
نزدیک حکومت کے عملہ کی سہولت کی خاطر عوام
کو الجھن میں ڈالنا ظلم وستم کا دروازہ کھولنے
کے ہم معنی ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ارباب اموال
اپنی جنس فروخت کرکے بآسانی نقد ادائیگی کر
سکتے ہیں تو اس کے جواب میں کہا جاسکتا

ہے کہ جس سہولت کے ساتھ دیہات کے
کاشت کار اپنی جنس فروخت کر سکتے ہیں،
اس سے زیادہ سہولت کے ساتھ حکومت کا
عملہ بصورتِ جنس عشر وصول کرنے کے بعد
اُسے فروخت بھی کر سکتا ہے بہر حال جنس
کو فروخت کر کے نقد ادائیگی کی ذمہ داری
کاشت کاروں پر ڈالنا صریح غیر منصفانہ بات
ہے۔ جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی اس
لیے اس فقرہ میں حسب ذیل ترمیم ہونی چاہیئے
عشر بصورتِ نقد یا جنس (جس میں
بھی ادا کنندہ کو سہولت ہو) وصول
کیا جائے گا۔

عشر کا نصاب

باب چہارم، دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ (۴)
میں عشر کا نصاب ۵ وسق (۲۴۸ کلو گرام)
گندم یا اس کی مساوی قیمت کو قرار دیا گیا ہے۔
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تمام زمین کی
پیداوار پر، خواہ کم ہو یا زیادہ عشر واجب ہے
البتہ ۵ وسق سے کم مقدار کا عشر حکومت
وصول نہیں کرے گی بلکہ مالکان کو بطور خود
ادا کرنا چاہیئے لیکن تمام اشیاء کے لیے
گندم کے ۵ وسق کو نصاب قرار دینا بالکل
غلط ہے کیونکہ جو چیزیں وسق کے تحت آتی
ہیں ان میں سے ہر ایک چیز کا نصاب
خود اس کے پانچ وسق ہوں گے نہ کہ گیہوں کے۔
البتہ جو چیزیں وسق کے تحت نہیں آتیں
(مثلاً کپاس اور گنے کی فصل) اس کے بارے
میں بھی امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ
سب سے کم قیمت جنس کے ۵ وسق کی قیمت
کو نصاب تصور کیا جائیگا۔ اور جدید دور
کے بعض علماء مثلاً شیخ یوسف قرضاوی صاحبؒ
"فقہ الزکوٰۃ" کی رائے یہ ہے کہ متوسط قیمت
کی جنس کے ۵ وسق کو نصاب تصور کرنا
چاہیئے اس رائے پر اعتماد کرتے ہوئے
کپاس، گنا اور اس قسم کی دوسری غیر منصوص
چیزوں کے لیے گندم کو معیار بنایا جا سکتا
ہے مگر منصوص وغیر منصوص تمام اشیاء کے
لئے گندم کی قیمت کو معیار بنا دینا غلط ہوگا
اس لیے ہمارے خیال میں اس حکمنامے کے
مرتب کرنے والے حضرات نے حکومت کے
عملہ کی سہولت کے لیے ناروا اجتہاد سے
کام لیا ہے۔

۱۴۔ زکوٰۃ و عشر کے مصارف

باب ششم میں "زکوٰۃ فنڈ" کے مصارف
کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس
رقم سے قرض لے کر غریبوں کے فائدے کے
لیے ہسپتال اور تعلیمی، صنعتی اور پیشہ ورانہ
تربیت کے ادارے قائم کئے جائیں گے۔
"اور اس قرض کی ادائیگی ایک عرصہ
میں ان لوگوں سے وصول کردہ فیس
سے کی جائے گی جو ان اداروں سے
سہولتیں حاصل کریں گے۔ سوائے ان
لوگوں کے جو زکوٰۃ اور عشر کے مستحق
ہوں ـــــ"
زکوٰۃ فنڈ سے قرض لے کر اس قسم کے
ادارے قائم کرنا صحیح نہیں جیسا کہ ہم اس
سے پہلے عرض کر چکے ہیں حکومت کو عطیات
فنڈ کا حساب الگ رکھنا چاہیئے اور اس
قسم کے اداروں کے لیے "عطیات فنڈ" سے
قرض لینا چاہیئے کیونکہ ایسے اداروں سے مسلم و
غیر مسلم اور غنی و فقیر سب ہی مستفیض ہوں
گے اور یہ بات فقراء کے لیے فائدہ مند نہیں
بلکہ ان کی حق تلفی ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ
نے ان کے لیے مخصوص کیا تھا اس سے غیر
مستحق لوگ مستفیض ہوں اس لیے زکوٰۃ فنڈ
سے قرض لے کر اسے غیر مصرف پر خرچ کرنے
کی اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ ہسپتال یا
دیگر رفاہی اداروں سے غرباء کے مستفیض ہونے
کے لیے زکوٰۃ فنڈ کا ایک حصہ بایں طور مخصوص
کیا جا سکتا ہے کہ اس سے غرباء کی فیس
ادویات اور دیگر ضروریات مہیا کی جائیں۔

۱۵۔ عاملین زکوٰۃ کی تنخواہیں

باب ششم دفعہ ۱۵ میں زکوٰۃ کے مصارف
میں زکوٰۃ و عشر کی تحصیل کے اخراجات اور
نظم و نسق کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ یہ تو ظاہر
ہے کہ زکوٰۃ و عشر کی فراہمی کے اخراجات اور
اس کے عملہ کی تنخواہیں اسی فنڈ میں سے ادا
ہوں گی لیکن یہ مال جو خالص فقراء اور مساکین
کے لیے مختص ہے دفاتر کی تزئین و آرائش
اور جدید تمدن کے غیر ضروری مسرفانہ اخراجات
پر خرچ نہیں ہونا چاہیئے ورنہ اس کا نتیجہ
یہ ہوگا۔ کہ اس مال میں فقراء و مساکین کا حصہ
تو کم ہی بچے گا بیشتر رقم نظم و نسق ہی کی
نذر ہو جائے گی۔ جیسا کہ اوقاف کے حکومت
کی تحویل میں جانے کے بعد اس بات کا مشاہدہ
ہو رہا ہے کہ وقف کا مال بڑی بڑی تنخواہوں
دفتروں کی آرائش اور افسروں کی آسائش پر
بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے فقہائے امت
نے تصریح کی ہے کہ اگر تحصیل زکوٰۃ پر کچھ
مصارف زکوٰۃ کی مجموعی مالیت کے نصف سے

بھی بڑھ جائیں تو حکومت کو اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے بلکہ لوگوں کو بطور خود زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دینا چاہیئے۔

۱۶۔ نومسلم فقراء کی خصوصی اہمیت

یہاں ہم یہ سفارش بھی کریں گے کہ زکوٰۃ فنڈ میں یوں تو تمام مسلمان فقراء و مساکین کا حق ہے مگر جو لوگ اسلامی برادری میں نئے نئے شامل ہوئے ہوں اور وہ زکوٰۃ کے مستحق بھی ہوں ان کو خصوصی اہمیت دی جائے اور ان کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے میں سب سے پہلے مدد دی جائے کیونکہ اکثر نومسلم حضرات کو اپنے پہلے ماحول سے الگ ہونے کے بعد معاشی الجھن پیش آتی ہے۔ حکومت کی طرف سے ایک خصوصی مد ان کے لیے ہونی چاہیئے اور اس کا باقاعدہ اعلان بھی کردیا جائے تو بہتر ہے۔

[illegible] زکوٰۃ ادا کرنیوالے کی صوابدید

باب ہفتم دفعہ [illegible] میں کہا گیا ہے:

"ہر وہ شخص جو باب ششم میں مخصوص کردہ مقاصد کے لیے زکوٰۃ یا عشر ادا کرتا ہے وہ حقدار ہوگا کہ:۔

الف: ایڈمنسٹریٹر جنرل یا اس کے نامزد کردہ فرد سے کہے کہ اس کی ادا کردہ رقم کا ایک حصہ جو ۱۵ فیصد سے زاید نہ ہو اس کے بتائے ہوئے اداروں کو ادا کیا جائے ـــ یا

ب: یہ ثبوت بہم پہنچا کر کہ وہ اتنی رقم مذکورہ مقاصد کے تحت صرف کرچکا ہے اس کی واپسی کا مطالبہ کرے:"

یہ طریقہ جو تجویز کیا گیا ہے غیر منصفانہ ہے اسلیے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ علم نہیں ہوگا کہ اس کی درخواست قبول کرلی گئی ہے یا نہیں؟ اور ایک بار حکومت کے خزانے میں زکوٰۃ جمع کراتے گئے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ کرنا بھی اچھا خاصا دردِ سر ہے۔ اس کے بجائے منصفانہ تجویز یہ ہوگی کہ اگر کوئی شخص یہ ثبوت فراہم کردے کہ وہ اس قدر زکوٰۃ بطور خود ادا کرچکا ہے تو حکومت زکوٰۃ کا اتنا حصہ وصول نہیں کرے گی ـــ نیز ۱۵ فیصد کی مقدار کم ہے اگر حکومت زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو یہ حق دینا چاہتی ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے موافق بھی زکوٰۃ کا کچھ حصہ ادا کریں تو اس مقدار کو بڑھا کر کم از کم ۲۵ فیصد ادا کردینا چاہیئے۔

۱۸۔ چند ضروری سفارشات

آخر میں نظام زکوٰۃ و عشر کے سلسلہ میں ہم چند ضروری سفارشات پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

(۱) زمین کی پیداوار تو جب بھی حاصل ہو، اس پر عشر واجب ہے مگر وجوبِ زکوٰۃ کے لیے مال پر سال کا گذرنا شرط ہے اور سال سے قمری سال مُراد ہے۔ شمسی سال نہیں۔ ہمارے ملک کا سارا نظام چونکہ شمسی تقویم کے مطابق چل رہا ہے اس لیے اس کا امکان ہے کہ "زکوٰۃ و عشر کا نظام" بھی اسی کے مطابق چلایا جائے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم سفارش کرتے ہیں کہ ملک کے پورے نظام کو قمری تقویم کے مطابق نہیں چلایا جاسکتا تو زکوٰۃ و عشر کا نظام بہر حال قمری سال کے ہی اعتبار سے کیا جائے اور حکمنامے میں اس کی وضاحت کردی جائے۔

(۲) تحصیل زکوٰۃ میں کسی غیر مسلم کی خدمات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ مگر حکومت نے جو انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا ہے اس میں قوی امکان اس بات کا ہے کہ انتظامیہ کے کچھ ممبر غیر مسلم بھی ہوں کے ہم اس کو حدودِ شرعیہ سے تجاوز سمجھتے ہیں اس لیے حکمنامے میں اس کی صراحت کردی جائے کہ کسی غیر مسلم کو کسی سطح پر بھی زکوٰۃ عشر سے متعلق انتظامیہ میں شریک نہیں کیا جائیگا۔

(۳) سید اور ہاشمی کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں اس طرح ان کو زکوٰۃ کی تحصیل کے کام پر مامور کرکے ان کی تنخواہ زکوٰۃ فنڈ سے دینا بھی جائز نہیں ہے۔ اس لیے ہم سفارش کرتے ہیں کہ جو سید اور ہاشمی حضرات اعانت اور امداد کے مستحق ہوں ان کی خدمت عطیات فنڈ سے کی جائے اور ان کو زکوٰۃ و عشر کی تحصیل کے انتظام میں نہ لگایا جائے۔

(۴) زکوٰۃ کے مسائل بہت نازک ہیں اور ہمارے بیشتر افسران مسائلِ شرعیہ سے بالکل ناواقف ہونے کے باوجود اپنے آپ کو "مجتہد مطلق" تصور کرتے ہیں ان سے یہ توقع بیجا نہیں کہ وہ اپنی سہولت کی خاطر مسائل شرعیہ سے انحراف کو معمولی بات تصور کریں۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس مقدس فریضۂ اسلام کو افسران کے غلط اجتہاد سے پاک رکھا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل اور ملک کے دیگر محقق علماء سے مسائل معلوم کرکے ان کی پابندی کو لازم سمجھا جائے اس کا ایک آسان طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ علماء

اسلام کا ایک بورڈ مقرر کر کے زکوٰۃ وعشر کے تمام ضروری مسائل کتابی شکل میں مدون کرائے جائیں اور پورے عملہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ ان کی پابندی کرے ورنہ مسائل سے ناواقف حضرات نے اپنے بے ہنگم اجتہاد سے کام چلایا تو اس کا وبال بڑا سخت ہوگا۔

۵۔ فریضہ زکوٰۃ کے نفاذ کے بعد انکم ٹیکس کا باقی رکھنا بہت سی قباحتوں کو جنم دے گا۔ ہماری سفارش ہے کہ انکم ٹیکس کو ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ حکومت کے مصارف کے لیے کوئی اور ٹیکس اس طرح لگایا جائے کہ اس میں چوری کا رجحان نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کے نظام کو متاثر نہ کرے۔

۶۔ جس طرح مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے اسی طرح غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنا بھی قرآن کریم کا حکم ہے۔ ہماری سفارش ہے کہ ایک منصفانہ شرح کے ساتھ غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جائے جسے حکومت کی ضروریات کے علاوہ غیر مسلم برادری کی فلاح وبہبود پر خرچ کیا جائے۔ حکومت چاہے تو اس کا نام "رفاہی ٹیکس" تجویز کر سکتی ہے۔ یہ ایک شرعی فریضہ ہے اور اسلام کے مالیاتی نظام میں اس کی بڑی اہمیت ہے ٭

بقیہ: اسلام میں مصائب ......

گیا، پھر ایک روز اس بچہ کو اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس کی جان نکل گئی، مگر وہ صبر ہی کرتی رہی اسلام سے ہرگز نہ پھری اسی طرح کی بے شمار تکالیف سہہ کر شہید ہوگئیں مگر اسلام پہ ثابت قدم رہیں۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

بقیہ: احادیث الرسولؐ

یہ بچی ہے جسے میری محبت میں ستایا گیا۔ حضرت فاطمہؓ اس وقت زندہ تھیں جب حضور علیہ السلام کا سانحۂ ارتحال پیش آیا۔

حضرت عائشہؓ سے ہی منقول ہے کہ اپنی وفات سے کچھ دن پہلے حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں کچھ کہا تو وہ رو پڑیں۔ پھر کچھ کہا تو وہ ہنس پڑیں۔ حضور علیہ السلام کی زندگی میں تو یہ بات راز رہی۔ آپؐ کے بعد حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنے والدہ ہونے کے حقوق یاد دلا کر پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ آپؐ نے اپنی وفات کی پیشین گوئی فرمائی اور فرمایا پہلے جبریل امین علیہ السلام ہر سال ایک دفعہ قرآن کا دور فرماتے اب کے دو مرتبہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت آخر قریب ہے۔ دوبارہ آپؐ نے میرے حق میں کلمہ خیر و محبت فرمایا جس سے میں خوش ہوئی اور ہنس پڑی۔

بہر حال بیٹی سے کس کو محبت نہیں ہوتی۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں والدین کے حق میں زیادہ خیر خواہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں سبھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے محض آپ ہی رہ گئی تھیں اس لیے محبت و شفقت کی یہ کیفیت لازمی سی بات ہے۔ رہ گئے آپ کے شوہر نامدار تو چند در چند وجوہات اور عزیز داری کے مختلف اسباب تھے جن کی وجہ سے حضرت علیؓ آپؐ کی نظر میں محبوب تھے۔

اصل میں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ اس طرح کے ارشادات مختلف لوگوں کے معاملہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر ایک کی وجہ مختلف ہے جسے سمجھنا ازحد ضروری ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں اس لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

اعتذار

عید کی تعطیلات کے پیش نظر حالات کا تقاضا یہ تھا کہ ایک ہفتہ کی چھٹی کی جائے۔ لیکن ہم نے کوشش کی کہ ایسا نہ ہو چنانچہ تعجیل میں پرچہ تیار کیا گیا۔ جس کی وجہ سے ۴ صفحات کم ہیں جن کی تلافی کر دی جائے گی۔

(ادارہ)

اسلام میں مصائب برداشت کرنے کا صلہ

کمال دین مدرس جامعہ اسلامیہ، شالامار ٹاؤن لاہور

اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ۔
جو کوئی چاہے سوا اسلام کے دین پس ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اس سے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں سے ہے،

حق تعالیٰ نے بطور اکرام و انعام فرمایا ہے کہ میں نے پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام ۔
تحقیق دین نزدیک اللہ کے دین اسلام ہے
ہم نے تمام پیغمبروں سے اور اے پیغمبر عرب تجھ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ، (علیہم السلام) سے اس بات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو، اور اپنی اپنی امتوں کو توحید کی طرف بلاؤ، ہمارا لقب قدیم عطیہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم "مسلمان" ہے اور مسلمان وہی ہے جو حضور کی پیروی کرے، اور سنت کے موافق عمل کرے
نجات آخرت : منحصر ہے دین اسلام پر سوائے دین اسلام کے اور کسی دین والے کی ہرگز نجات نہ ہوگی، حضرت آدم ؑ سے خاتم الانبیاء ؐ تک جتنے رسول و نبی آئے سب یہی دین اسلام لائے، سب سے پہلے جس نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں،
اسلام کی بنیاد ۵ چیزوں پر ہے،

(۱) کلمہ طیبہ،

(۲) نماز

(۳) روزہ

(۴) زکوٰۃ

(۵) حج،

اور جو ان میں سے کسی امر کو بلا عذر ترک کرتا ہے، وہ مسلمان نہیں رہتا،
دین اسلام ایسا دین ہے کہ جو قیامت تک رہیگا،
اسلام تمام نیکیوں کی اصل ہے، جو دین اسلام میں داخل ہو گیا وہ حق تعالیٰ کے ظل عافیت میں آگیا،
پس اس سے اعمال حسنہ اور معاملہ اس کا نزد خدائے غفار یہ ہے کہ نیکی قبول اور گناہ معاف،

اور کفر تمام بدیوں کی جڑ ہے اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں،
اسلام میں رہبانیت نہیں کہ دنیا میں جدو جہد نہ کرے، ہاتھ پاؤں سمیٹ لے اور دوسروں پر اپنا بار ڈالے،
خدا کا حکم ہے کہ دنیا کی زندگی کے لئے زبردست جدوجہد کرنی چاہئے تاکہ کسی کا دست نگر نہ رہے دوسروں کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے،
آپ کمائے اور دوسروں کو کھلائے اور معمول مقررہ پر خدا کی عبادت کرے،
اسلام رہبانیت کا دشمن ہے اور خلاف فطرت کام کو کبھی جائز نہیں رکھتا،
اس میں شک نہیں کہ یکسوئی حاصل کرنے کے لئے خلوت بھی ضروری ہے مگر ہر شخص اس کا اہل نہیں ہو سکتا،
رہبانیت خدائی قانون کے بالکل خلاف ہے کیونکہ اس کو انسان سے صرف خالی عبادت ہی منظور نہیں، کہ فرشتوں کی طرح ہر وقت تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے
جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت بھی کرتے تھے اور آپ کی بیویاں وغیرہ بھی تھیں، اسی طرح پر اسلام میں عبادت کرنے کا حکم ہے، انسانی نسل کے بڑھنے پھولنے میں کمی نہ ہو،

اسلام میں توحید و رسالت کا بڑا درجہ ہے
توحید، اسلامی قالب کی روح رواں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کون و مکان کا مالک ہے، خالق ہے، ذات و صفات میں اپنی مثال نہیں رکھتا،
انسان اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں کوئی نہ کوئی نقص ہے، مگر اس کی ذات ان باتوں سے مبرا ہے، وہی ذات پاک اپنے علم اور ارادہ کے لحاظ سے کہ وہ تمام چیزوں پر قابض ہے اور اسکو ... اور بگاڑنے کا اختیار ہے،
خدا ازلی و ابدی ہے مگر نہ کوئی اسکی ابدیت کی انتہا نہ ازلیت کی تھاہ پا سکتا ہے، وہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہیگا،
وہ تمام ظاہری و باطنی رازوں کے جاننے والا ہے

اسکی بہت سی مخلوق ایسی ہے جو کہ ہماری نگاہوں سے چھپی ہوئی ہے اور ہم کو اکثر باتوں کا علم نہیں دیا گیا ہے،

یہ وہی عقیدہ ہے جس پر عمل کرنے سے مومن کامل بن جاتا ہے

جو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اسکو راہ راست نہیں ملتی،

رسالت

خدا تعالیٰ نے گناہوں کی کثرت اور بدیوں کا انبار دیکھ کر تاریک جہالت کے زمانوں میں کسی نہ کسی نبی کو اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور ان پر کتابیں نازل ہوئی ہیں، چنانچہ انجیل، زبور، توریت، اور قرآن شریف یہ سب آسمانی کتابیں توحید و رسالت و ایمان کو مستحکم کرتی ہیں رسول کی نبوت، خدا کی وحدانیت، اسلامی احکام کی تعمیل پر انسان کو رغبت دلاتی ہیں

ہر ایک کام کا شروع کر دینا آسان ہے مگر ثابت قدمی سے اُسے نبھانا ذرا مشکل ہے ہر کام کے آغاز میں صدہا قسم کی مصیبتیں سدّ راہ ہوتی ہیں مگر جو ثابت قدم ہیں وہ آخر میں فتح پاکر کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں،

اسلام ہنسی کھیل نہیں لوہے کے چنے چبانے ہیں، اگرچہ ہم جیسے بدنام کنندہ بہت ہیں مگر نیک کار چند مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آزمائش کی ہے، اسلام میں مصائب اُٹھاکر ثابت قدم رہنے والوں کے دفتر کے دفتر لبریز ہیں، مرد تو مرد، عورتیں، جنکو کہتے ہیں کہ عورت کی بساط ہی کیا، انہوں نے بڑی بڑی جرأت کے کارنامے دکھائے ہیں، اگرچہ اس طرح کی حکایات بہت ہیں مگر نمونہ کے طور پر چند ایک واقعات پیش کرتا ہوں،

نقل ہے کہ ایک مشاطہ فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کر رہی تھی، اتفاقاً کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی اس نے بسم اللہ کہکر اٹھالی، لڑکی نے کہا کہ یہ نام تو میرے باپ کا ہے، مشاطہ نے کہا کہ یہ نام اس خدا کا ہے جو تیرا اور تیرے باپ کا پروردگار ہے، بندوں کی کیا قدرت ہے کہ یہ نام رکھا جائے لڑکی نے یہ حال اپنے باپ سے کہا، باپ نے مشاطہ کو بلاکر کہا کہ تو اس عقیدے سے باز آ، میری خدائی کا اقرار کر، مشاطہ نے کہا، استغفر اللہ، یہ کیا بات ہے میں نے اب تک اس کلام حق کو چھپایا تھا اب جو ظاہر ہوگیا ہے اس سے انکار کرنا دین کو دنیا کے عوض بیچنا ہے یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ اپنے دین حق کو چھوڑ دوں فرعون نے کہا کہ اے مشاطہ تیرے حقوق خدمت مجھ پر ہیں میں نہیں چاہتا کہ تو ہلاک ہو، تو اپنے آپ کو ہلاک اور بدنام نہ کر کنگھی کرنے والی حق گو اور حق آگاہ نے کہا کہ جان کا تلف ہونا قبول ہے اور اس عقیدے سے پھرنا گوارہ نہیں، اس مردود نے حکم دیا کہ اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسکے گلے میں طوق و زنجیر ڈال کر قید خانہ میں ڈال دو، تب اسکے دل میں جوش آیا اور روئی اور کہا کہ یا الٰہی تجھ کو میں دوست رکھوں اور دشمن کی قید میں پڑوں،

ہاتف غیبی نے آواز دی اے مشاطہ! آدم نے میری دوستی کا دعویٰ کیا، میں نے اسکو رنج و مصیبت میں مبتلا کیا اور اسی طرح نوح کو بلائے طوفان میں ایوب کو آلام جسمانی میں اور زکریا کو مصیبت آرہ میں اور ابراہیم کو تکلیف آتش نمرود میں گرفتار کیا، اے مشاطہ مخلوق دوست بناتی ہے تو راحت پہنچاتی ہے اور جسکو میں دوست رکھتا ہوں محنت و بلا میں گرفتار کرتا ہوں،" لوگ اپنے دوستوں کو کھانا کپڑا مکان اور عیش دیتے ہیں اور میں اپنے دوستوں کو بھوکا ننگا اور اہل و عیال سے جدا رکھتا ہوں،

اس نے بزبان شوق عرض کیا کہ، ع
"جان جائے بلا سے پر تیرا دھیان نہ جائے"

دوسرے دن فرعون نے اس بیچاری کو بلاکر کہا! اے مشاطہ دیکھ اب بھی اس کام سے باز آ، اپنی ضعیفی پر رحم کر نہیں تو ہاتھ کاٹ کر تیری آنکھیں نکلوا دونگا، وہ نیک بخت سر اٹھاکر بولی اے ملعون یہ ہاتھ جو تیری خدمت بجا لائے ہیں یہ اس قابل ہیں کہ کاٹے جائیں ا آنکھوں نے تیری صورت ہمیشہ دیکھی ہے لائق نکالنے کے ہیں، تب اس ملعون نے غضب ناک ہوکر حکم دیا کہ ایک دیگ میں تیل بھر کر آگ پر رکھ دو، جب وہ دیگ خوب جوش میں آئی تب اس ملعون نے اس کا ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں بلوائیں اور ایک کے بال پکڑ کر اس کو دیگ میں ڈال دیا دوسری بیٹی رو کر لپٹ گئی، اور کہا اے ماں مجھ کو بچالے، اس نے کہا اے بیٹی بے صبری نہ کر، اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے الغرض ایک ایک کو دیگ میں ڈلوانا شروع کیا، اسکی ایک لڑکی دو برس کی گود میں تھی جب اسکو بھی چھین کر چاہا کہ دیگ میں ڈال دیں، تب اسکی محبت مادری جوش میں آئی اور رونے لگی یہاں تک فرشتے بھی اسکے ساتھ روتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اس بندی پر رحم کر اور ہمکو حکم دے کہ اس وقت اسکی مدد

کریں، حکم ہوا اے فرشتو! چپ رہو تم
ہمارے اسرار سے کیا واقف ہو، فرشتے خاموش
ہو گئے،

جب اسکی لڑکی کو بھی دیگ میں ڈال دیا گیا
تب وہ لڑکی زبان فصیح سے دیگ کے اندر
سے بولی کہ اے میری ماں، میری بہنوں
نے اپنے دوست کی ملاقات حاصل کی اب
تو بھی جلدی آ، کہتے ہیں کہ جب اسکی چھوٹی
شیر خوار لڑکی کو دیگ میں ڈالا تو اس سے
خوشبو نکلی اور تمام مکان معطر ہو گیا، پھر
جب اس مشاطہ کی نوبت آئی، وہ ملعون
کہنے لگا اے مشاطہ اب بھی میرا کہنا مان
اور اقرار کرلے، تو تیری جان بھی بچے اور تجھکو
خلعت اور جاگیر اس کے عوض عطا ہو،

وہ بولی اے ملعون! یہ وقت میرے دوست
کی ملاقات کا ہے، اور اس کا کلام اس
وقت بے واسطہ سنتی ہوں، تیری خلعت
اور جاگیر کی میرے سامنے کیا وقعت ہے
اور اس نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو حجاب
آسمانوں کے اس کے آگے سے اٹھ گئے
تھے، کیا دیکھتی ہے کہ ساق عرش معلیٰ پر
بسم اللہ الرحمن الرحیم بخط نور لکھا ہے اس کو
دیکھتے ہی بے خود ہو گئی، اور از خود رفتہ ہوئی
اور اشتیاق دیدار الٰہی کا اسکے دل میں اور
زیادہ ہوا،

الغرض اس ملعون نے پہلے اس کے ہاتھ
پاؤں کٹوائے پھر آنکھیں نکلوائیں پھر اسکے
بند بند جدا کئے پھر دیگ میں ڈلوا دیا جب
تک جان تھی اللہ اللہ کرتی رہی،

کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ
فرشتوں سے فرمائیگا کہ کہو ان لوگوں سے
جنہوں نے جان و مال ہماری راہ میں نثار
کیا ہے، اگر باغ دلکش چاہتے ہو تو
یہ جنت مع حور و غلمان کے موجود ہے
اور تخت مرصع حاضر ہے اور لباس پر تکلف
حاضر ہے اور عطریات و سامان راحت
و آرائش کے مہیا ہے اور سب طرح کی
نعمتیں و دیدار الٰہی میسر ہوگا،

اس مشاطہ کی قبر میں سے جنت کی خوشبو
آتی ہے، جب حضور معراج پر تشریف
لے گئے تھے تو راستہ میں آپکو بہت خوشگوار
خوشبو آئی تھی دریافت فرمایا کہ جبرئیل
کیا جنت آگئی، حضرت جبرئیل نے
عرض کی کہ یہ فرعون کی مشاطہ کی قبر ہے
جس سے جنت کی خوشبو کی لپٹیں آرہی
ہیں ۔

مشاطہ کے قتل کا واقعہ بی بی آسیہ پوری
طرح دیکھ رہی تھی، بوقت شہادت اس
باخدا بی بی نے ملائک کا آسمان سے اترنا
اور روح مبارک کو جنت کے کفنوں میں
لپیٹ کرلے جانا سب نظر آرہا تھا، محبوب
کے گھر کا سماں [illegible] گیا اور حجاب آسیہ کے
درمیان سے اٹھ گئے، محبت الٰہی نے جوش
مارا، بقول شخصے، عشق و مشک چھپائے
نہیں چھپتا، بی بی آسیہ کی کیا طاقت تھی کہ
وہ چھپا سکتی۔

اتنے میں فرعون گھر میں آکر آسیہ کے
پاس بیٹھا، بے ساختہ حضرت آسیہ نے
باواز بلند فرمایا، اے خبیث تو نے ایسی
نیک عورت کو قتل کردیا، فرعون نے کہا
شاید تجھے بھی ویسا ہی جنون ہوا ہے
حضرت آسیہؓ نے کہا اے فرعون! مجھے
جنون نہیں، میں بھی اس خدا کو ماننے
والی ہوں جسے مشاطہ مانتی تھی اور وہ
ایسا ویسا خدا نہیں ہے، بلکہ وہ زمین
اور آسمان کا اور تیرا خدا بھی ہے، جب فرعون
نے یہ سنا تو اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور
آسیہؓ کے متعلقین اور رشتہ داروں
کو بلایا اور کہا کہ اسے سمجھاؤ یہ کیوں
اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے، متعلقین
نے بی بی آسیہ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو،
فرعون خدا ہے اسکی نافرمانی نہ کرو، آسیہؓ
نے فرمایا کہ اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا
بنا دے کہ سورج اسکے آگے ہو اور چاند
پیچھے پیچھے ہو، اور ستارے بیچ میں ہوں، جب
بھی میں خدائے حقیقی کو نہ چھوڑونگی،

فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہ کو چومیخہ کردو
بی بی کو زمین پر لٹایا، ہاتھوں پیروں میں میخیں
جڑیں اور چھاتی پر آگ کا بھرا ہوا طبق رکھدیا
اور کہا اس خدا کو چھوڑ دو ورنہ اور عذاب
زیادہ کرونگا،

آسیہؓ نے کہا اے فرعون! اگر تو میرے جسم
کے ٹکڑے کردے گا تو ہر قطرہ خون کے بدلے
عشق الٰہی اور زیادہ ہوگا، ہر پارہ جگر کے عوض
محبت الٰہی بڑھتی رہیگی،

لوگوں کا ملامت کرنا اور برا کہنا اوپر اوپر
ہے اور محبوب کی محبت دل کی تہ میں ہے
اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہائی ہوں اور
آگ کا طبق سینہ پر رکھا ہے مگر عشق الٰہی کی
آگ میں اور زیادتی ہوتی جاتی ہے، اتنے میں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہ
کے عشق کا امتحان ہے گھبرائے ہوئے آئے
آسیہؓ نے پکارا، اے موسیٰؑ میں نے اس

کے عشق میں ارغوانی جوڑا پہنتا ہے اور یہ حالت بنائی ہے یہ بتاؤ کہ وہ محبوب (خدا تعالیٰ) اب بھی مجھ سے راضی ہوا کہ نہیں؟ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ ساتوں آسمان کے ملائک تیرے انتظار میں ہیں اور رب العزت ملائکہ سے فرما رہا ہے کہ دیکھو میری عاشق بندی ایسی ہوتی ہے کیا کیا تکلیفیں اٹھا رہی ہے مگر ہماری محبت زیادہ ہوتی جاتی ہے اے آسیہ ؓ، مانگ لے جو تیرا دل چاہے، آسیہ نے مانگا تو یہ مانگا کہ مولیٰ اپنے پاس بلالے اپنے سایہ رحمت میں رہنے کی جگہ دے اپنے دیدار سے مشرف کر دے، حکم ہوا اے جبرئیل! جاؤ ہماری بندی کو جنت میں اٹھا لاؤ،

حضرت جبرائیل ؑ آئے اور آسیہ ؓ کو سب طرح کے فرعونی عذابوں سے الگ کر کے اٹھا کر آسمان پر لے گئے،

یہ ہیں جنہوں نے اسلام میں ثابت قدمی دکھلائی ہے،،

نقل ہے کہ نمرود کی ایک بیٹی تھی اور شکل کے لحاظ سے نہایت بدصورت اس لئے باوجود جاہ وحشم کے کوئی اس کو اپنی زوجیت و نکاح میں قبول نہیں کرتا تھا، جس وقت ابراہیم ؑ کو آگ میں ڈالا وہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی تھی جبرائیل ؑ کو حکم ہوا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھولدو اور طبق نور کے تیار رکھو، نمرود کی بیٹی ہمارے دوست کو دیکھنے آئی ہے میں نے اس سے صلح کی، تو جا اور اسکے منہ پر اپنا پر پھیر کہ اسکی صورت بدل جائے اور نہایت خوبصورت ہو جائے جبرائیل ؑ نے جا کر اسکے منہ پر اپنا پر پھیر دیا وہ حسن وجمال میں بے مثال ہو گئی، کیا دیکھتی ہے کہ آگ گلزار ہے اور ایک تخت مرصع پر حضرت ابراہیم ؑ تشریف فرما ہیں اور مرغانِ خوش آواز ہر طرف چہچہا رہے ہیں یہ دیکھ کر کہنے لگی کہ لائق عبادت وپرستش وہ خدا ہے جس نے اپنے دوست پر آگ گلزار کردی اور یہ باپ میرا سخت گنہگار اور گمراہ ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور تمام مخلوق کو گمراہ کر رہا ہے بے شبہ سزاوار آتش جہنم ہے اور اسکی زبان سے بے اختیار لا الٰہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ نکلا، یہ کہہ کر کھڑی ہو گئی، نمرود مردود نے اسکو بایں حسن وجمال دیکھا حیران ہو کر پوچھنے لگا تو کون ہے وہ بولی کہ خاک برسر تو، تو دعویٰ خدائی کرتا ہے اور اپنی بیٹی کو نہیں پہچانتا، نمرود نے کہا کہ میری بیٹی بدشکل تھی، تو میری لڑکی نہیں ہے اس نے کہا کہ تو میرا باپ نہیں ہے، بغیر حکم خدا کے تو کبھی کچھ اذیت نہیں پہنچا سکتا، اس مردود نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اسکو بھی آگ میں ڈال دو، جب اس کو آگ میں ڈالنے لگے تو کہنے لگی کہ میرے پاس سے دور ہو میں خود آگ میں چلی جاؤنگی، جس شوق سے کہ حاجی لوگ طواف کعبہ کو جاتے ہیں وہ بھی لبیک کہتی ہوئی آگ میں چلی گئی اور جبرئیل ومیکائیل آگے آگے جاتے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئی تو آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ نمرود کی بیٹی ہے اپنے باپ سے منکر اور توحید کی قائل ہو کر ایمان لائی، سبحان اللہ جو اللہ کی آزمائش میں پورا ہوتا ہے اور اسکے پیغمبروں پر ایمان لاتا ہے عذاب آخرت سے نجات پاتا ہے،

نمرود کی لڑکی کی زبان سے جو لفظ مچھر نکلا تھا اللہ تعالیٰ اس نمرود کو مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا اور واصلِ جہنم ہوا،

نقل ہے کہ ایک یہودی عورت بڑی حق پرست تھی اور خاوند اسکا سیاہ دل اور سرگرم کینہ تھا، ایک دفعہ اپنے یاروں سے یہ قصہ کہا اور سب کے مشورہ سے ایک بڑا گڑھا کھود کر اس میں تین دن آگ روشن کی پھر اپنے یاروں کو جمع کر کے اس عورت نیک سیرت کو بلا کر کہا کہ تو ہر دم خدا خدا کہتی ہے اس گڑھے میں گھس جا اگر تو سچی ہوگی تو بچ جائیگی اور جھوٹی ہوگی تو جل جائیگی،

وہ سچے خدا پر سچا بھروسہ رکھتی تھی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر اس میں کود پڑی، اسکی آب وتاب ایمانی سے آگ بجھ گئی، یہودیوں نے آتش حسد وعداوت سے جل کر پھر اسکے اوپر تین دن آگ جلائی اور گڑھے کا منہ بند کر دیا تین دن کے بعد کھول کر دیکھا تو وہ بخوبی نماز پڑھتی تھی دیکھ کر سب حیران رہ گئے اور توبہ کر کے ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے،،

نقل ہے کہ اسلام کے شروع میں جب لوگ مسلمان ہوتے تھے تو کافران کو بہت ستاتے تھے، ابوجہل نے اپنی خادمہ سمیہ کے متعلق ارادہ کیا کہ اس پر سختی کر کے دولت اسلام سے محروم کر دے، وہ ان کے سینہ پر ایک سل گرم کر کے رکھتا اور کہتا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اس نئے دین کو چھوڑ دو، مگر وہ ایسی ثابت قدم تھی کہ وہ سینے پر گرم پتھر رکھتا مگر یہ وحدہٗ لاشریک کے نعرے مارتی اسکے شیرخوار لڑکے کا ڈرا دیکر دھمکایا

بادۂ شیراز در جامِ اردو

حافظ شیرازی	آزاد شیرازی
برو بکارِ خود ای واعظ این چہ فریادست	واعظا! جا کام اپنا کر یہ کیا فریاد ہے
مرا فتاد دل از کف، ترا چہ افتادست	دل مرا کھویا، پڑی تجھ کو نہیں افتاد ہے
بکام تا نرساند مرا لبش چون نای	لوگ کرتے ہیں نصیحت، ساتھ تو دیتے نہیں
نصیحت ہمہ عالم بگوشِ من بادست	جانبِ منزل رواں ہوں، ہر چہ بادا باد ہے
میانِ او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ	ہم یہ کہتے ہیں کہ ثابت ہی نہیں اس کا وجود
دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نگشادست	کس نے دیکھی ہے کمر تیری، یہ کس کو یاد ہے
گدای کوی تو از ہشت خلد مستغنی ست	تیرے کوچے کا گدا، ہر خُلد سے ہے بے نیاز
اسیرِ بندِ تو از ہر دو عالم آزادست	عشق کا قیدی تو ہر اک قید سے آزاد ہے
اگرچہ مستیِ عشقم خراب کرد ولی	عشق ہی سے مَیں خراب حال ہوں مانا مگر
اساسِ ہستیِ من زین خراب آبادست	یہ خرابی ہی تو میری زیست کی بنیاد ہے
دلا منال ز بیداد جور یار کہ یار	یار کا ظلم و ستم، لطف و کرم ہے دوستو!
ترا نصیب ہمیں کردہ است و این دادست	وہ تو خوش قسمت ہے جو دل موردِ بیداد ہے
برو فسانہ مخوان و فسوں مدم حافظ!	ایسی باتوں سے نہ اے حافظ! ہمیں بہلائیے
کزین فسانہ و افسوں مرا بسی یادست	یہ فسانہ اور یہ افسوں، ہمیں بھی یاد ہے

حافظ شیرازی ——— آزاد شیرازی

شاہ ولی اللہ کا فیصلہ کن معرکہ
جو پانی پت کے میدان میں لڑا گیا

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) مختار احمد گیلانی

شاہ ولی اللہؒ کو مدینہ منورہ میں جناب سرور کائنات فخر موجودات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بشارت فرمائی کہ واپس ہندوستان چلے جاؤ اور اس ملک میں اسلام کے گرتے ہوئے پرچم کو بلند کرو، شاہ ولی اللہ وطن واپس آئے تو مرہٹے ملک پر غالب آتے جا رہے تھے، شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا کہ ہندوستان پر فوج کشی کرو، احمد شاہ ابدالی آیا اور پانی پت کے میدان میں حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ ہوا جسے پانی پت کی تیسری اور جہاد آزادی کی پہلی جنگ کہا جاتا ہے ——————

پاک و ہند کے مسلمانوں
۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء کی تاریخ کا ایک اہم اور مبارک دن ہے،

اس روز پانی پت کے میدان میں مسلمانوں نے ہندوؤں کو فیصلہ کن شکست دے کر یہ ثابت کردیا تھا کہ مسلمان ایک الگ اور آزاد قوم ہیں اور وہ برصغیر میں اپنی آزاد اسلامی مملکت بنا کر دم لیں گے، یہ تھی پانی پت کی تیسری جنگ جسے مسلمانان ہند کی تحریک آزادی کی جدوجہد کی ابتداء کہا جاسکتا ہے، یہ جنگ احمد شاہ ابدالی (درانی) اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کے مشہور مقام پر لڑی گئی تھی، اس میں چند روہیلہ اور دوسرے ہندی افغان سردار، احمد شاہ ابدالی کے ساتھ اپنی افواج سمیت شامل تھے، مسلمانوں کے سیاسی حالات ناخوشگوار تھے مال و جان غیر محفوظ تھے،

یہ جنگ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ایماء پر مرہٹوں کے خلاف لڑی گئی تھی

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس زمانے کے بہت بڑے عالم، مفکر اور مسلمانوں کے دینی رہنما تھے، انہوں نے مرہٹوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی اور احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان میں آنے کی دعوت دے کر مرہٹوں کا "ہندو پد پادشاہی" کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا،

پنجاب میں سکھ زور پکڑ رہے تھے، کرنال، روہتک، ریواڑی وغیرہ میں جاٹوں کا دور دورہ تھا، روہیلے اور افغان دوآبہ (جمنا اور گنگا کا درمیانی علاقہ) میں زور پکڑ رہے تھے، بنگال میں سراج الدولہ کو انگریزوں نے غداروں کی مدد سے شکست دے کر اپنا اقتدار بڑھالیا تھا، نظام دکن برائے نام حکمران مرہٹوں کے زیر اثر تھا، میسور میں حیدر علی کی حیثیت ابھی طلوع ہوتے سورج کی تھی، ہندوستان میں صرف مرہٹے ہی زبردست طاقت تھے اور وہ جو چاہتے کرتے تھے،

مغل سلطنت کا شیرازہ بکھر چکا تھا، بادشاہ برائے نام تھا، ہر طرف خود مختار حکمران برسر اقتدار تھے، دربار دہلی میں امراء کی دو جماعتیں تورانی اور ایرانی باہم برسر پیکار تھیں، دونوں کو مرہٹوں کے تعاون کی ضرورت تھی، اسلئے مرہٹے مغل دربار کی سیاست پر مسلط ہو گئے تھے، انہوں نے غازی الدین کو وزیر مقرر کردیا، مرہٹوں نے مغل شاہ سے، گیا، کورکشیتر، متھرا، بنارس، برودان اور دوسرے کوئی علاقے زبردستی اپنے قبضے میں لے لئے تھے،

پنجاب پر بھی مرہٹوں کا تسلط ہوچکا تھا انہوں

احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ اور وزیر
جہان خان کو پنجاب سے مار بھگایا، سرہند
کو مرہٹوں، جاٹوں، اور سکھوں نے مارچ
۱۷۵۸ء کو اس قدر لوٹا کہ مؤرخین کے مطابق
کسی مرد یا عورت کے تن پر کپڑا نہ چھوڑا گیا تھا
مرہٹوں نے پنجاب پر ادینہ بیگ کو بعوض
۷۵ لاکھ سالانہ تاوان کے کٹھ پتلی حاکم مقرر
کیا، مگر ادینہ بیگ جلد ہی مرگیا، اور مرہٹہ سردار
سابا جی سندھیا نے پنجاب پر مکمل قبضہ کرلیا،
مرہٹوں کا طوطی اٹک سے گوداوری تک بولتا
تھا۔ وہ عنقریب بھگوا جھنڈا (قومی علم) لال
قلعے پر لہرانا چاہتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مسلمان سردار روہیلہ
(حافظ رحمت، نجیب الدولہ، دوندی خان، احمد خان
بنگش وغیرہ نے) احمد شاہ ابدالی کو خطوط لکھ
کر مرہٹوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ لڑنے
کی دعوت دی۔

سراج الدولہ کی پلاسی کی شکست سے مسلمان
حکمرانوں کو مرہٹوں کی بے وفائی کا یقین ہوگیا
کیونکہ معاہدے کے مطابق مرہٹوں کو انگریزوں
کے خلاف سراج الدولہ کو مدد دینا تھی۔

جنگی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ جنگ بہت اہمیت
رکھتی ہے احمد شاہ ابدالی (بقول ہندو مورخ
ساورکر اور دوسرے کئی غیر مسلم مؤرخین کے)
اپنے زمانے کا بہترین ایشیائی جرنیل تھا، اس نے
ہندوستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا، اس کا
فوجی اڈہ دہلی سے کم از کم ایک ہزار میل دور
تھا، اٹک سے دہلی تک کا علاقہ مرہٹوں کے
قبضے میں تھا، دوآبہ کے ہندی، افغان اور
روہیلہ سرداروں کی امداد حاصل کرنا اس وقت
تک ممکن نہ تھا جب تک اٹک سے لے کر دہلی
تک کا علاقہ اس کے قبضے میں نہ آجائے،
مرہٹوں کی زیادہ فوجی قوت دہلی کے اردگرد
اور قریب جنوب میں تھی، اور فیصلہ کن جنگ
کے لئے ضروری تھا کہ مرہٹوں کو اجتماع پر
مجبور کیا جائے، اس وقت تک مرہٹے پوری
فوجی طاقت سے نہیں لڑے تھے بلکہ فوج
کئی لشکروں میں تقسیم ہو کر مقامی کمزور حکمرانوں
پر اچانک حملہ کرکے علاقے میں لوٹ مار کرتی
تھی۔

روہیلوں اور ہندی افغان سرداروں کی مکمل
مدد احمد شاہ ابدالی کو تبھی حاصل ہو سکتی تھی جب
تک وہ مرہٹوں پر کاری ضرب لگا کر اپنی
عسکری قابلیت کا اعتراف نہ کروالے، کچھ
زرخیز علاقے پر قبضہ بھی ضروری تھا تاکہ اپنی فوج
کے لئے خوراک اور بار برداری کے لئے سہولتیں حاصل
کرسکے۔

پانی پت کی تیسری لڑائی کو تین مرحلوں میں تقسیم
کیا جاسکتا ہے۔ احمد شاہ ابدالی ۴۰ ہزار لشکر
لے کر درہ بولان کے راستے ہندوستان میں
داخل ہوا، ہراول دستہ جہان خان کی قیادت
میں روانہ کیا جس نے ۲۵ اکتوبر ۱۷۵۹ء کو
سابا جی مرہٹہ کو اٹک کے مقام پر شکست
دی، اس کے بعد سابا جی نے روہتاس کے
قلعے میں محصور ہو کر جہان خان کو روکنے کی
کوشش کی مگر جب جہان خان نے پیش
قدمی جاری رکھی تو وہ بھاگنے پر مجبور ہوگیا
جلد ہی احمد شاہ ابدالی وزیر آباد کے مقام
پر جہان خان سے جاملا

۸ نومبر ۱۷۵۹ء کو سابا جی پنجاب سے
بھاگ گیا اور دتاجی سے کرنال کے قریب جاملا
دتاجی نے ۱۴ ہزار سواروں سے سرہند پر
شاہ کو روکنے کی کوشش کی، مگر سرہند ۱۸ نومبر
۱۷۵۹ء کو فتح ہوگیا۔

ادھر دہلی میں سیاسی حالات ابتر ہوگئے تھے
وزیر عماد الملک نے ۲۹ نومبر ۱۷۵۹ء کو شاہ عالم
گیر کو قتل کروادیا، اور تخت پر شہزادہ کام بخش کے
پوتے کو شاہجہان کے لقب سے بٹھادیا، انتظام
الدولہ وزیر کو بھی قتل کرادیا، اور مرہٹوں کو
ساڑھے بیاسی لاکھ روپے کے عوض دہلی پر
قبضہ کی دعوت دی، انبالہ پہنچ کر احمد شاہ
ابدالی نے جہان خان دریائے جمنا کے کنارے
اور شاہ پسند خان کو مشرقی کنارے کی طرف روانہ
کیا تھا، تھانیسر کے مقام پر دتاجی کے
ہراول دستے (ایوبے کی زیر قیادت) جہان خان
کا تصادم ہوگیا، پیشقدمی رک گئی، مگر شاہ پسند
خان نے بوڑیا کے مقام پر رات کی تاریکی میں
دریائے جمنا کو پار کیا اور زوردار حملے کے باعث
۲۴ دسمبر ۱۷۵۹ء کو جوبتے کو شکست دی
احمد شاہ ابدالی نے جمنا کے مشرقی کنارے کے
ساتھ ساتھ پیشقدمی جاری رکھی، میرٹھ کے
گردونواح میں اس کی ملاقات نجیب الدولہ
حافظ رحمت، دوندی خان، سردار خان اور
دوسرے مقامی حکمرانوں سے ہوئی،

چونکہ دتاجی سندھیا دہلی کے اردگرد کافی فوج
کے ہمراہ موجود تھا اس لئے شاہ نے پیش
قدمی جاری رکھی، نجیب خان پیش قدمی کا
سپہ سالار تھا، اس نے دریائے جمنا پر واقع
براری گھاٹ (مراگھاٹ جو دہلی سے ۹ میل شمال
میں ہے) سے رات کے اندھیرے میں دریا
پار کرلیا اور مرہٹوں کو ۹ جنوری ۱۷۶۰ء کو
اچانک حملے سے شکست فاش دی، دتاجی
سندھیا مارا گیا، مرہٹہ فوج کا خاصہ حصہ بھاگ گیا

تکبر مرتبے کو گراتا ہے اور تواضع اس کو بلند کرتی ہے

محمد شفیع محمد دین — میرپور خاص، سندھ

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝

"النحل پ ۱۴ آیت ۲۳"

ترجمہ: ضرور اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں، اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ

"اللہ تعالیٰ ان متکبرین کے ظاہر و باطن کے تمام خیالات و حالات سے پورا آگاہ ہے وہ ایسے متکبرین کو پسند نہیں کرتا۔"

حاصل، یہ نکلا کہ وہ لوگ جو ازراہ تکبر حق کے قبول کرنے سے عار کرتے ہیں۔ ان کی کوئی ظاہری یا چھپی حرکت اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، تکبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو حق کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرے،

حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

"تکبر بود عادت جاہلاں،
"تکبر نیاید ز صاحبدلاں"

یعنی تکبر کرنا جاہلوں کا شیوہ ہے، اللہ والے عارف کبھی تکبر نہیں کرتے،

تکبر کرنا ایک بہت بڑا روحانی مرض ہے اور بہت سارے گناہوں کی جڑ ہے

تکبر عزازیل را خوار کرد، بزندان لعنت گرفتار کرد

یعنی تکبر کے باعث شیطان خوار ہوا اور لعنت کی قید میں گرفتار ہوا اور ہمیشہ کے لئے رحمت الٰہی سے محروم ہو گیا،

ابلیس نے تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا، اور اس کے سجدہ نہ کرنے کا عذر لنگ یہ تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، اور میری تخلیق آگ سے ہے، اس نے آگ کو مٹی سے برتر جانا، اس تکبر کے باعث ہمیشہ کیلئے مردود ہو گیا،

حدیث شریف میں وارد ہے،

اَلْكِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ

مشکوٰۃ باب الغضب والکبر"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (ذاتی) بزرگی میری چادر ہے (یعنی جو مرتبہ تمہارے نزدیک چادر کا ہے وہی میری ذاتی بزرگی کا ہے) اور عظمت (صفاتی بزرگی) میرا تہبند ہے، (یعنی بمنزلہ تہبند کے ہے) پس جو شخص دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھینے گا (یعنی ذات اور صفات کے اعتبار سے تکبر کرے گا) میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا،

دوسری حدیث میں ہے

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ

(مسلم شریف)

ترجمہ: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا

متکبرین کا حشر برا ہو گا

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح جمع کیا جائے گا مردوں کی صورت میں (یعنی شکل و شعور مردوں کی ہو گی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہو گا) ذلت و خواری ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہو گی، وہ دوزخ کے قید خانے کی طرف جس کا نام بولس ہے ہانکے جائیں گے، ان کو آگ گھیرے گی، اور ان کو دوزخیوں کا پیپ اور لہو پلایا جائیگا،

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح ہوں گے، میدان حشر میں ان کے جسم صغیر اور حقیر ہوں گے تاکہ خوب ذلیل ہوں اور لوگ انہیں پاؤں سے پامال کریں

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے

چند ہی دنوں میں شاہ نے دہلی پر قبضہ کر لیا
ایک دستہ ریواڑی اور روہتک کی جانب
روانہ کیا، کچھ ہی عرصے میں شاہ نے علی
گڑھ فتح کیا، اب تک مرہٹہ فوج دہلی کے
شمال مغربی اور مشرقی علاقے میں شکست
کھا چکی تھی، شاہ نے کچھ فوجی دستے ضروری
مقامات کی حفاظت کے لئے مقرر کئے

۲۱ر جنوری ۱۷۶۰ء کو شاہ نے درگاہ
حضرت نظام الدین اولیاء پر حاضری دی۔

۲۸ر فروری ۱۷۶۰ء کو ملہار راؤ ہلکر نے
اچانک سکندر آباد پر قبضہ کر لیا، مگر جہان خان
اور شاہ پسند خان نے ۲۴ گھنٹوں میں حیرت
انگیز رفتار سے ۴۰ میل طے کر کے دشمن کو
شکست دی ہلکر اس اچانک حملے میں تقریباً
ننگا بھاگنے میں کامیاب ہو گیا،

شاہ کو اطلاع مل چکی تھی کہ مرہٹوں کا
ایک بھاری لشکر لڑائی کے لئے دکن میں
تیار ہو رہا ہے، یہ کثیر تعداد لشکر مشہور مرہٹہ
سردار سداشیو راؤ بھاؤ اور وشواس راؤ
(پیشوا کا لڑکا) کے ماتحت شمال کی جانب بھیجا
جانے والا تھا، شاہ نے دوآبہ کے علاقے
میں رہنا ضروری سمجھا، کیونکہ وہاں کے
سرداروں کی سیاسی، فوجی اور بندوبستی
مدد کی اشد ضرورت تھی، شاہ کی اپنی فوج
مرہٹوں کی مجموعی فوج سے بہت کم تھی
اس کے علاوہ شاہ کے پاس مناسب توپ خانہ
نہ تھا، فوج کی ٹریننگ بھی جاری تھی خوراک
کا مسئلہ بھی نازک تھا، ایک وقت ایسا بھی
آیا کہ شاہ کے کیمپ میں ایک روپے کی ایک
سیر گندم بکنے لگی،

اب تک فتح کئے ہوئے علاقے پر بھی بدستور
قبضہ ضروری تھا، اس لئے مناسب مقامات
پر چھوٹے چھوٹے دستے بھیجے گئے چند ہی
ماہ میں حالات سازگار ہو گئے، کافی مقدار
میں غلہ اکٹھا کر لیا گیا، باربرداری کے لئے مویشی
اور بیل گاڑیاں مہیا کر لی گئیں،

ادھر ۱۵ر مارچ ۱۷۶۰ء کو مرہٹہ فوج
شان و شوکت سے شمال کی جانب بڑھنے
لگی، بیشتر مورخین کے مطابق مرہٹہ فوج
کی تعداد ۳ لاکھ سے کچھ اوپر تھی، مہاراشٹر
کے ہر گھر کا ایک فرد اور بے شمار گھروں
سے کئی کئی افراد اس فوج میں شامل تھے
بھگوا جھنڈا لال قلعے پر لہرانے کی خاطر
روانہ کیا گیا تھا، اور احمد شاہ ابدالی
سے نمٹنے کے بعد، ہندو پد پادشاہی،
کا اعلان کرنے کی سکیم بنائی گئی تھی

۲۰ر مئی ۱۷۶۰ء کو یہ شاندار فوج گوالیار
پہنچی جہاں ملہار راؤ ہلکر اور دوسرے شکست
خوردہ سردار اپنی فوج کے ہمراہ شامل
ہو گئے، سورج مل جاٹ نے فوج کے لئے
خوراک اور روپیہ پیش کیا،

۲۴ر جولائی ۱۷۶۰ء کو بھاؤ (مرہٹہ سپہ سالار)
نے دہلی پر حملہ کیا، وہاں شاہ کی فوج کا چند ہزار
پر مشتمل دستہ مقیم تھا، چند دنوں کی لڑائی
کے بعد مرہٹوں نے ۲ر اگست کو دہلی پر قبضہ
کر لیا، مرہٹوں اور جاٹوں نے دہلی کو خوب
لوٹا، ساور کر ہندو مورخ کے مطابق مغلوں
کی عورتیں بھی مرہٹوں کے ہاتھ آئیں
بیشمار لوگ بے وجہ قتل کئے گئے، شاہی
محلات اور متبرک مزاروں (نظام الدین
اولیاء بھی) کی قیمتی اشیاء بھی لوٹ لی گئیں
اور مزاروں کی بے حرمتی کی گئی، جامع
مسجد کو بھاؤ مندر میں تبدیل کرنے کا
ارادہ رکھتا تھا، وہ وشواس راؤ کو مغلوں
کے تخت پر بٹھا کر، ہندو پد پادشاہی، کا
اعلان کرنا اور بھگوا جھنڈا لال قلعہ
پر ہمیشہ کے لئے لہرانا چاہتا تھا مگر ابھی
تک احمد شاہ ابدالی کے ساتھ فیصلہ کن
جنگ نہ ہوئی تھی، اس کے علاوہ بھاؤ
روہیلہ سرداروں اور دوسرے مسلمان حکمرانوں
کا تعاون حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ شاہ کو
بے یار و مددگار بنا دے،

دہلی کی لوٹ مار میں ۱۷ لاکھ روپے اور خوراک
کا ذخیرہ مرہٹوں کے ہاتھ لگا تھا، مغلوں کے
تخت کے چھتر کی قیمت سورج مل نے ۵ لاکھ
پیش کی تھی مگر بھاؤ نے بیچنے سے انکار کر دیا،
دہلی کی فتح کے بعد جاٹوں اور سکھوں نے
بھی مرہٹوں کو پوری امداد دینے کا فیصلہ
کیا، بھاؤ نے سیاسی گھوڑے بھی دوڑائے
شاہ کو بے شمار دولت اور پنجاب کے علاقے
کے عوض صلح کی پیشکش کی، روہیلوں
اور نجیب الدولہ کو لالچ دیا تاکہ وہ شاہ
کا ساتھ چھوڑ دیں، مگر وہ مرہٹوں کے
عزائم سے واقف تھے، ادھر شاہ ولی اللہ
صاحب برابر فیصلہ کن جنگ کے لئے
مجبور کر رہے تھے،

چونکہ شاہ دوآب میں فوج کی ٹریننگ،
ترتیب اور خوراک وغیرہ مہیا کرنے میں
مصروف تھا اس لئے مرہٹوں نے دہلی
فتح کرنے کے بعد شمال کی جانب بڑھنا
شروع کر دیا، تاکہ شاہ کی کمک کا شمالی
راستہ روک دیا جائے، کنج پورہ (۱۰۰ میل
دہلی کے شمال میں) شاہ کی فوج کا دس ہزار

باقی ۲۳ پر

جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانے،

از مکتوب ۲۲، دفتر اول

حاصل یہ نکلا کہ تکبر اور بڑائی کو ترک کرکے فروتنی اور تواضع اختیار کرنی چاہیئے،

تکبر شیطان اور بے دینوں کی بد خصلت ہے ایک کلمہ گو کو اس کے قریب نہ جانا چاہیئے، بلکہ اپنے آپ کو سب سے حقیر جاننا چاہیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ اور فرمایا ۔ لوگو! تواضع اور فروتنی اختیار کرو۔ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تواضع سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے) وہ اپنے آپ کو اپنی نظر میں حقیر اور ذلیل خیال کرتا ہے (اپنے آپ کو کچھ نہیں جانتا) اور لوگوں کی آنکھوں میں (بسبب بلند کرنے اللہ تعالیٰ کے اس کے مرتبے کو بوجہ اس کی نیک خصلت کے) بزرگ و برتر ہوتا ہے اور جو شخص تکبر و غرور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کرتا ہے پھر وہ لوگوں کی نگاہ میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور اپنی نظر میں وہ اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ البتہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بدتر اور ہلکا ہوتا ہے ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت شیخ سعدی رح نے فرمایا، ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب رح
دو اندرز فرمود بر روئے آب،
یکے آنکہ بر خویشتن خود بیں مباش
دگر آنکہ بر غیر بدبیں مباش

یعنی ایک دریائی سفر کے دوران میرے پیر و مرشد حضرت شہاب الدین سہروردی نے دو عمدہ نصیحتیں مجھے فرمائیں،

ایک یہ کہ اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا، دوسرے یہ کہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا، ان کی برائیوں کے درپے نہ ہونا، انہیں حقیر نہ جاننا۔

حضرت نافع بن جبیر رح فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں میں تکبر کرتا ہوں، واللہ! میں نے گدھے کی سواری کی ہے، میں نے کملی اوڑھی ہے، میں نے بکری کا دودھ دوہا ہے، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کئے اس میں ذرا بھی تکبر نہیں ہے،

طبقات ابن سعد جلد پنجم صفحہ ۲۲۱

حاصل یہ نکلا کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنا تکبر کو مٹانے والا عمل ہے اور اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنا متکبروں کا شیوہ ہے

حضرت شیخ سعدی رح نے بوستاں میں حضرت بایزید بسطامی رح کی تواضع کا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حمام سے نہا دھو کر اجلے کپڑے پہن کر آپ ایک گلی میں سے گذر رہے تھے، کہ ایک شخص نے بالاخانے سے ٹوکری میں راکھ کا بھرا ہوا تھال گلی میں پھینکا اور راکھ حضرت بسطامیؒ کے چہرہ اور کپڑوں پر گری، آپ ہاتھوں سے اپنے منہ پر راکھ مل رہے تھے اور اللہ کا شکر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں تو آگ میں جلنے کے قابل تھا جب اس کے بجائے راکھ مجھ پر پھینکی گئی ہے تو مجھے رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے

سچ ہے کہ بزرگ حضرات خود بین نہیں ہوتے خود بین شخص خدا بین (اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والا) نہیں ہو سکتا ؎

تواضع سر رفعت افرازدت
تکبر بخاک اندر اندازدت۔

یعنی تواضع اور عاجزی تجھے بلند مرتبے پر پہنچاتی ہے، تکبر اور غرور خاک میں ملا دیتا ہے"

بقیہ : فیصلہ کن معرکہ

پر مشتمل دستہ نجابت خان اور صمد خان کے زیر قیادت موجود تھا وہاں خوراک کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی محفوظ تھا،

بھاؤ کی کثیر تعداد فوج نے کنج پورہ پر حملہ کیا اور نہایت خونریز جنگ اور ہزاروں جانیں ضائع ہونے کے بعد کنج پورہ فتح ہو گیا، شہر کو خوب لوٹا گیا، نجیب الدولہ کے دینی رہنما میاں قطب صاحب کو بھی نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا گیا لوٹ مار میں تقریباً ۱۵ لاکھ روپے بھی مرہٹوں کے ہاتھ آئے، مرہٹوں نے دریائے جمنا کے مغربی کنارے پر دریا پار کرنے والے راستوں کی حفاظت کے لئے دیکھ بھال کے دستے متعین کر [illegible] کہ احمد شاہ ابدالی کو دریا پار نہ کرنے دیا جائے

ادھر دہلی میں نارو شنکر کے تحت دس ہزار [illegible] شمالی اور جنوبی راستوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا گیا، اس کے علاوہ جنوب مشرقی علاقے میں لوٹ مار اور شاہ کو اس جانب سے ہراساں کرنے کے لئے ۱۲ ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر گوبندلال کی قیادت دکن سے روانہ کیا گیا احمد شاہ ابدالی کے حالات بھی سازگار ہو چکے تھے

معارف السنن

ایک صاحبِ علم کی نظر میں

جامع ترمذی شریف کو تمام کتبِ حدیث اور خصوصاً صحاح ستہ میں اپنی افادیت، جامعیت متن و مسائل کے اعتبار سے محدثین کرام کے نزدیک فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ عام امتیازی صفات جو بقیہ صحاح ستہ، بخاری شریف، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ میں موجود ہیں، ان کے علاوہ جامع ترمذی شریف میں ایسی خصوصیات بھی ہیں جو بقیہ صحاح ستہ میں نہیں مثلاً ہر مسئلے میں فقہائے کرام کے مذاہب نقل کرنا ہر حدیث پر حکم لگا دینا، متعلقہ مسئلے میں ذخیرۂ احادیث کی طرف اشارہ کرنا راویوں کے نام مع حالات ذکر کرنا، ایسی صفات اور خصوصیات ہیں جن کے سبب جامع ترمذی شریف مقبول خاص و عام ہے علماء کرام کا مرکزِ توجہات بن چکی ہے۔ ان مجموعی فوائد کے اعتبار سے جو بقول امام ابن العربیؒ چودہ علوم ہیں۔ مدارسِ اسلامیہ میں کافی اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے خود امام ترمذیؒ المتوفی ۲۷۹ھ اپنی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حجاز، عراق اور خراسان کے محدثین اور علماء کرام کو پیش کردی، تو سب بہت خوش ہوئے اور داد و تحسین دینے لگے۔ اور فرماتے ہیں کہ جس گھر میں یہ کتاب پڑھی جاتی ہو تو گویا کہ ان کے ہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خود کلام فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زرین کارناموں اور مبارک اقوال ہی کا مجموعہ ہے۔

اس افادیت اور جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلادِ اسلام اور تقریباً ہر دور میں اس کتاب کی شروح لکھی جا چکی ہیں۔ مگر ہمارے اس دور اور پاکستان میں جامع ترمذی شریف کی نئی شرح "معارف السنن"، قدیم اور جدید شرحوں میں ممتاز مفید اور جامع ہے۔ یہ شرح یگانۂ عصر محدث اعظم استاذ العرب والعجم حضرۃ الشیخ السید محمد یوسف البنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ و نور اللہ تعالیٰ مرقدہ و افاض علی ضریحہ شآبیب مغفرتہ و کرمہ و احسانہ کی ہے جو حال ہی میں راہی دار بقاء اور واصل بحق ہو گئے اور عالم اسلام کے لئے دوسری تصانیف و مآثر کے علاوہ یہ عظیم شرح بھی صدقات جاریہ میں چھوڑ گئے۔ اپنے وطن پاکستان کے علاوہ باہر دنیا اور خصوصاً مشرق وسطیٰ میں مرحوم اپنے نام نامی اور علوم و معارف کی بناء پر بہت مشہور ہیں۔ مولانا مرحوم نے یہ شرح بڑی عرق ریزی اور جانفشانی اور ایک طویل مدت میں لکھی ہے جو صرف مناسک حج وعمرہ تک چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ چھ جلدیں مولاناؒ کی حیات میں ان کے اہتمام میں طبع ہو چکی ہیں۔ معارف السنن کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ یہ شرح حضرۃ الشیخ محدث الہند الاکبر مولانا السید محمد انور شاہ الکشمیریؒ شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیو بند کے افادات و تقاریر کی روشنی میں لکھی گئی ہے جو فنِ حدیث کے امام اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بعد ہندوستان کے سب سے بڑے محدث گذرے ہیں۔

۲۔ تمام سابقہ شروح کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

۳۔ ہر بحث میں متداول کتابوں کے علاوہ نادر کتابوں کے حوالہ جات نقل ہیں۔

۴۔ زیادہ تحقیق کرنے والوں کے لئے ہر مسئلے کی اخیر میں کتابوں کی بڑی فہرست اور ان کے ابواب و صفحات کی وضاحت ہے تاکہ مزید بحث اور تحقیق میں مراجعت کی آسانی رہے اور تخصص کرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہو۔

۵۔ ہر مذہب کی نقل کے لئے مذہب کی اصل کتابوں سے عبارات نقل کی گئی ہیں اور صرف دوسروں کی نقل پر اعتماد نہیں کیا گیا ہے۔

۶۔ ہر مسئلے میں اعتدال کی راہ، افراط و تفریط کے درمیان اختیار کیا گیا ہے اور افراط و تفریط کرنے والوں کا علمی اور تحقیقی محاسبہ کیا گیا ہے۔

۷۔ مذہب حنفی کی تحقیق پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، جو کتاب کا طرۂ امتیاز ہے اور احناف پر بڑا احسان ہے۔

۸۔ بعض غیر مقلدین کی طرف سے جو تعصب و تنگ نظری کی بنا پر مذہب حنفی پر بعض مسائل میں اعتراضات کئے گئے ہیں ان کو مدلل اور منصفانہ اور مسکت جوابات دئے گئے ہیں۔

۹۔ علم حدیث کے جو اہم اور مشکل مباحث ہیں ان کی ایسی مفصل تحقیق کی گئی ہے جو کسی دوسری کتاب میں آپ کو ایک ہی جگہ میں نہیں ملے گی۔ مثلاً مطبوعہ شرح میں اصول خمسۂ احناف ——

محو الذنوب بالاعمال۔ مسئلہ طہارۃ المیاہ۔ مشکل مباحث استحاضہ، تیمم، استقبال القبلۃ، مواقیت الصلوٰۃ، قراءۃ خلف الامام اور رفع الیدین اور مسئلہ تثویب تینوں مباحث مستقل رسالے ہیں۔ زکوٰۃ الزروع، تحقیق ابلہ اور مباحث حج وعمرہ خصوصاً قران و تمتع کے ساتھ حقیقت روح دیگر مسائل متعلقہ فلسفۂ جدید و قدیم وغیرہ ایسے مفصل بیان کئے گئے ہیں کہ ہر ایک کو مستقل ایک رسالہ کہا جا

سکتا ہے۔

۱۰۔ حضرۃ الشیخ البنوریؒ چونکہ عربی ادب کے ایک بلند پایہ ادیب تھے اس بنا پر ان تمام مباحث اور پوری شرح کو ایسی اعلیٰ اور معیاری عربی زبان میں لکھ چکے ہیں جو اپنی سلاست، فصاحت و بلاغت اور اعلیٰ اسلوب اور موثر انداز میں بے نظیر ہے اور عربی ذوق رکھنے والے حضرات ایسی خالص علمی اور تحقیقی کتاب کے مطالعہ سے سیر نہیں ہوتے

پیشِ نظر جلد کتاب کی جلد اول کا دوسرا ایڈیشن ہے جسے ایچ سعید اینڈ کمپنی نے بڑی عرق ریزی سے طبع کیا ہے اور اب دوسری مجلدات کی طباعت کا پروگرام ہے۔

کتاب کے معنوی حسن کے ساتھ طباعت و عمدگی، ٹائپ عربی رسم الخط اور معیاری کاغذ میں منظر عام پر آجانے سے ظاہری حسن میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ؎

زبان بہ [illegible] حسن تو لال است
چہ جائے کلک بریدہ زبان بیہودہ گو است

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس عظیم شرح کو قبول فرما کر مسلمانوں کے لئے ذریعہ رشد و ہدایت اور مولفؒ کے لئے باقیات صالحات اور ذخیرہ آخرت بنا دے۔ آمین۔

در منقبت حضرت عمر فاروق اعظمؓ

حضرت نیرؔ مدنی

مرے جذبات کے روح رواں فاروق اعظمؓ ہیں
وہاں فکرِ رسا لے چل جہاں فاروق اعظمؓ ہیں
مبارک تاج سلطانی دو عالم کی خلافت کا
امام عالم کروبیاں فاروق اعظمؓ ہیں
علیِؓ مرتضیٰؓ ہیں آفتاب عالم عرفاں
امیرِ کاروانِ عارفاں فاروق اعظمؓ ہیں
دعائے مستجاب سرورِ دیں کی قسم نیرؔ
رخِ اسلام کی تابانیاں فاروق اعظمؓ ہیں

صوفی جمیل صاحب

کلام حق کا تابندہ نشاں فاروق اعظمؓ ہیں
کرامنطق کی پروردہ زباں فاروق اعظمؓ ہیں
یہ آئے تو جوانی آگئی مسلم کی طفلی میں
تنِ اسلام کی انگڑائیاں فاروق اعظمؓ ہیں
جمیلِ زار کو بھی کاش پہنچا دے وہاں کوئی
جہاں صدیق اکبرؓ ہیں جہاں فاروق اعظمؓ ہیں

جناب اثرؔ ہاپوڑی صاحب

جہانِ عشق میں کیا جانے کیا فاروقِ اعظمؓ ہیں
اثرؔ دیوانۂ خیر الوریٰ فاروقِ اعظمؓ ہیں
یہ کیا احسان کم ہے حضرت فاروق اعظمؓ کا
بنائے اوجِ دینِ مصطفیٰ فاروق اعظمؓ ہیں
اثرؔ صدیقؓ و عثمانؓ و علیؓ کی درسگاہوں میں
کتابِ اول صدق و صفا فاروق اعظمؓ ہیں

شریف حسین رضوی

صبحِ بہاراں فاروقِ اعظمؓ
شامِ فروزاں فاروق اعظمؓ
اونٹ پہ خادم آپ ہیں پیدل
نورِ خنداں فاروق اعظمؓ

ناصر عیم صاحب

ملا فکر و نظر کو حوصلہ فاروق اعظمؓ سے
نیا اک ولولہ پیدا ہوا فاروق اعظمؓ سے
مزاقِ رہنمائی نقطۂ معراج کو پہنچا
ملا ہے رہبری کا راستہ فاروق اعظمؓ سے

ظفرؔ دہلوی

فدائے مصطفیٰؐ حق کی رضا فاروق اعظمؓ ہیں
نگارِ واقفِ سرِّ خدا فاروق اعظمؓ ہیں
مسلماں کے لیے جانِ بقا فاروق اعظمؓ ہیں
ظفرؔ باطل پرستوں کی قضا فاروقِ اعظمؓ ہیں

جناب واثق ذاتقی صاحب

اسرارِ دینِ قیم کے محرم!
عکسِ مزاجِ شاہِ دو عالمؐ
بے کلک حق میں مثلِ بریشم
مانند طوفاں باطل پہ برہم
فاروق اعظمؓ فاروق اعظمؓ

شمع حسینِ محراب و منبر
خلق خدا میں بہتر سے بہتر
اک فقر و احساں کے پیکر
دریا دلی میں تشبیل زم زم
فاروق اعظمؓ فاروق اعظمؓ

یکتا ہے حسن اوصاف ان کا
دل آئینہ سا شفاف ان کا
ضرب المثل ہے انصاف ان کا
طرزِ نیابت سب میں مسلّم
فاروق اعظمؓ فاروق اعظمؓ

جناب آذرؔ سیمابی صاحب

ابھی گلزارِ ہستی کو ضرورت پڑنے والی ہے
ابھی پھیلے گی خوشبوئے اثر فاروق اعظمؓ کی
دکھاتا ہے زمانہ شان اپنی طرز کی آذرؔ
نہیں آتی ہے شانِ معتبر فاروق اعظمؓ کی

منظرؔ جھانسوی

مشورہ تھا عمرؓ کا پسندِ نبیؐ
آپ سے اُنس خیر الوریٰ دیکھیے
ان کو دنیا میں جنت کا مژدہ ملا
حق کے نزدیک یہ مرتبہ دیکھیے

رحمٰن شفیع

اپنے زمانے کے تھے عمرؓ قائدِ عوام
خود جَو کی روٹی کھاتے تھے کھاتے تھے جو عوام
ہو اقتدار پاس اور قربانیاں بھی دے
ہر آدمی کے واسطے آساں نہیں یہ کام

محمود حسن سعید

بادشاہی میں فقیرانہ بسر کی زندگی
مرحبا صد مرحبا فاروق اعظمؓ مرحبا
آپ کی جرأت سے کعبہ میں ہوئی پہلی نماز
مرحبا صد مرحبا فاروق اعظمؓ مرحبا
فتح تنہا قبلۂ اوّل کیا تھا آپ نے
مرحبا صد مرحبا فاروق اعظمؓ مرحبا

منظرؔ دہلوی

منور کر دیا دنیا کو نورِ دین و ایماں سے
نبیؐ کے دین کی شمع پُرضیا فاروق اعظمؓ ہیں
عبادت عام کی گھر میں خدا کے بے دھڑک ہو کر
اذانِ خانۂ حق کی بنا فاروق اعظمؓ ہیں
بہایا خشک دریا کو بفیضِ خالقِ اکبر
اثر تحریر کا جن کی ہوا فاروق اعظمؓ ہیں

جناب ہاشمؔ بدایونی صاحب

رُخِ سرکارؐ پر نظریں پڑیں ایماں لے آئے
حقیقت میں خدا بیں تھی نظر فاروق اعظمؓ کی
اسی کو شاہراہِ منزلِ توحید کہتے ہیں
رہی زیرِ قدم جو رہگذر فاروق اعظمؓ کی
میں سمجھوں گا کہ معراجِ محبت ہو گئی ہاشمؔ
میسّر ہو سکے قربت اگر فاروق اعظمؓ کی

برقؔ سرحدی

تجلّی دل میں ہے میرے نہاں فاروق اعظمؓ کی
نگاہوں میں ہے شکلِ ضوفشاں فاروق اعظمؓ کی
یہاں پر آج دیکھو ہو رہی ہے نور کی بارش
کہ یہ ہے بزمِ بزمِ ضوفشاں فاروق اعظمؓ کی

مظہرؔ کرمانی صاحب

خدا کے نام پر کی دوستی فاروق اعظمؓ نے
اُسی کے نام پر کی دشمنی فاروق اعظمؓ نے
نبیؐ کی پیروی کی اور رضائے حق کے جویاں تھے
کسی حالت میں من مانی نہ کی فاروق اعظمؓ نے

ملنگوں کے اُس گروہ کے نام جو شریعت کے باغی ہیں!

قمر حجازی اوکاڑہ

چلو چل کے دیکھیں ملنگوں کے ڈیرے
وہ کیا وِرد کرتے ہیں اتنے سویرے

یہ پیتے ہیں بُوٹی، لگاتے ہیں سُوٹا
یہی کام کرتے ہیں صوفی وڈیرے

نہ ظاہر ہے ان کا، نہ باطن ہے ان کا
یہ بندے ہوس کے نہ تیرے نہ میرے

نہیں واسطہ ان کو مولا کے گھر سے
یہ دھونی رمائیں سویرے سویرے

کبوتر بھی پالیں، یہ کُتّے بھی رکھیں
یہ پیتے ہیں سُلفہ، لڑائیں "بٹیرے"

زباں پر دما دم تو ہاتھوں میں چمٹے
مجاور بنے ہیں یہ گیسو بکھیرے

بہانہ بنا کر وہ جِنّ دُور کرنا
جواں عصمتیں لُوٹتے ہیں لٹیرے

نجومی بنا کر لفنگوں کا ٹولہ
حسینوں کو ناگن لڑائیں سپیرے

شریعت کے باغی، حقیقت کے منکر
جہالت کے حامی یہ سب ہیں مچھیرے

نشانِ نحوست ہیں کالی قمیصیں
غموں کی جمالو سدا ان کو گھیرے

یہ ظلمت کی دیوی کی کرتے ہیں پوجا
گھٹائیں اُجالا، بڑھائیں اندھیرے

یہ کونپل بھی نوچیں، یہ پھولوں کو توڑیں
بہاروں کے دشمن ہیں سب ہی پھیرے

حجازی یہ سچ ہے نہیں جھوٹ اس میں
فحاشی کے اڈے ملنگوں کے ڈیرے

خدام الدین
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط
"کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد"
گوجرانوالہ شہر کے قریب ترین عظیم الشان رہائشی منصوبہ
اجمل ٹاؤن
۴½ مرلے، ۹ مرلے، ۱۸ مرلے
کے
رہائشی و کمرشل پلاٹس
خصوصیات کشادہ سڑکیں، بجلی، بوائے اینڈ گرلز سکول، مسجد، پٹرول پمپ، پارک، ۲۴ گھنٹے ٹرانسپورٹ کی سہولت
طریقہ حصول پلاٹ و ادائیگی کل قیمت کا ¼ حصہ بطور بیعانہ ادا کر کے قبضہ حاصل کریں۔ باقی ¾ حصہ اندر ۳ ماہ بمعہ خرچہ رجسٹری ادا کر کے رجسٹری حاصل کریں۔
قیمت ۱۵۰۰/ روپے تا ۲۵۰۰ روپے فی مرلہ
نوٹ سائٹ آفس روزانہ ½ ۷ بجے تا ½ ، بجے شام کھلا رہتا ہے۔
محل وقوع :۔ برلب بائی پاس روڈ نوشہرہ سانسی نزد اعوان چوک گوجرانوالہ
رابطہ کے لیے
۱۔ محمد زبیر صدیق، حاجی محمد بشیر سائٹ آفس اجمل ٹاؤن بائی پاس روڈ، گوجرانوالہ
۲۔ عبدالرحمٰن پراپرٹی ڈیلر گلی شیخاں والی، کھنڈ بازار، گوجرانوالہ
۳۔ محمد اشرف، محمد رفیق فون ۴۶۹۳، ۴۔ شیخ عبدالمجید فون ۴۳۸۷